ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوّت
ملتان

ربیع الثانی: ۱۴۲۰ھ
اگست: ۱۹۹۹ء
۸

حضور صلی اللہ علیہ وسلم آفتابِ رسالت ہیں۔

اب اندھی کانی بتیوں کی ضرورت نہیں

حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ

امیر المومنین سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ

اور اُن کے ناقد مولوی

امیرِ احرار سید عطاء المحسن بخاری کی فکر انگیز تحریر

فتنۂ پرویزیت ....!

گوشۂ امیرِ شریعت

۳۹ ویں یومِ وصال پر خصوصی مضامین

اُسامہ بن لادن

اور افغانستان کا جرأت مندانہ مؤقف

اخبار الاحرار

قائدین احرار کی تنظیمی سرگرمیاں

مقبوضہ پاکستان ؟

عُلمائے کرام کے شہر مُلتان میں "دارالحدیث" کے نام سے ایک نئے ادارہ کا قیام

"دارُالحدیث" عُلمائے کرام کے لئے بہت جلد نئے تحفے لارہا ہے۔ جسکی ابتدا ربِ جلیل کے نام سے قرآن کریم کی معروف تفسیر

"تفسیر کبیر"

الامام فخرالدین الرازی

چھاپ کر کی جا رہی ہے۔ یہ عظیم تفسیر جسکے ۳۲ حصّے ہیں۔ ۱۱ جلدوں میں پیش کی جا رہی ہے۔ انشاءاللہ ربیع الاول کے آخر میں قارئین کی خدمت میں پیش کر دی جائے گی۔

کمپیوٹر کتابت

عمدہ طباعت

۶۸ گرام آفسیٹ پیپر

خوبصورت جلدیں

ناشر

دارُالحدیث

بیرون بوہڑ گیٹ ملتان۔ فون ۵۴۲۴۱۹

ملنے کا پتہ

مکتبہ رشیدیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور

مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور

مکتبہ رشیدیہ راجہ بازار راولپنڈی

مکتبہ حقانیہ قصہ خوانی بازار پشاور

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوّت ملتان
Regd: M - No.32

ربیع الثانی: ۱۴۲۰ھ + اگست ۱۹۹۹ء

جلد: 10 ◆ شمارہ: 8 | قیمت: 15 روپے

زرِ تعاون سالانہ:

اندرون ملک 150 روپے،
بیرون ملک 1000 روپے پاکستانی

مجلس ادارت

* زیرِسرپرستی: حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ

* رئیس التحریر: سید عطاء المحسن بخاری

* مدیرمسئول: سید محمد کفیل بخاری

رفقاء فکر

ابنِ امیرشریعت حضرت پیرجی

سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ

- پروفیسر خالد شبیر احمد
- سید خالد مسعود گیلانی
- مولانا محمد اسحٰق سلیمی
- مولانا محمد مغیرہ
- عبداللطیف خالد چیمہ
- محمد عمر فاروق
- ابوسفیان تائب
- ساغر اقبالی

رابطہ: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان 511961 - 061 : ✆

تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوّۃ (شعبۂ تبلیغ) مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

ناشر: سید محمد کفیل بخاری، طابع: تشکیل احمد اختر، مطبع: تشکیل نو پرنٹرز، مقام اشاعت: دار بنی ہاشم ملتان

دل کی بات:
اداریہ — ۳
مدیر

افکار:
اسامہ بن لادن اور افغانستان کا جرأت مندانہ موقف — [illegible]
محمد عمر فاروق

افکار:
مقبوضہ پاکستان — [illegible]
محمد عمر فاروق

نقد و نظر:
سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ناقد ہندوستانی و پاکستانی مولوی — [illegible]
امیر احرار سید عطاء المحسن بخاری

اقربا میرے کریں خون کا دعویٰ کس پر — [illegible]
امیر احرار سید عطاء المحسن بخاری

فتنۂ پرویزیت — ۱۶
(انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ، کویت)

[redacted]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم آفتاب رسالت ہیں — [illegible]
(حضرت امیر شریعت کا ایمان افروز خطاب)

شاہ جی اور خطۂ گجرات — [illegible]
سید محمد یونس بخاری

سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور پیر فضل گجراتی — [illegible]
حکیم عبداللطیف عارف

شاہ کی خطابت — ۳۰
محمد طاہر رزاق

امیر شریعت کی یاد میں (نظم) — ۴۰
پروفیسر خالد شبیر احمد

شاعری:
جرأت رندانہ (نظم) حافظ ظہور الحق ظہور — [illegible]
یہ کشمیر سے آرہی ہے صدا (نظم) خورشید احمد صدف

دین و دانش:
غیبت اور بہتان ...... اسلامی اخوت کے لئے زہر قاتل — [illegible]
محمد مغیرہ

ردّ عمل:
مٹھی بھر بے بصیرت و بے حمیت حکمران و سیاستدان — ۵۰
عبدالرشید ارشد

حسن انتقاد:
تبصرۂ کتب — [illegible]
خادم حسین

طنز و مزاح:
زباں میری ہے بات ان کی — [illegible]
آغا غیاث الرحمٰن انجم

اخبار الاحرار:
مجلس احرار اسلام کے رہنماؤں کی سرگرمیاں — [illegible]
ادارہ

ترحیم:
مسافران آخرت — [illegible]
ادارہ

شاہ جی ایک مریض کی حیثیت سے — حضرت حکیم محمد حنیف اللہ خان مرحوم — [illegible]

دل کی بات

۱۴/ اگست ۱۹۹۹ء کو پاکستان میں ۵۲ واں یوم آزادی پورے جوش و خروش سے منایا جا رہا ہے۔ سائرن بجیں گے، قومی ترانہ نشر ہو گا، جلسے ہوں گے، جلوس نکلیں گے اور حکومت کو خراجِ تحسین پیش کیا جائے گا۔ وزیراعظم کی خوب تعریف ہو گی اور نواز شریف کو قائداعظم ثانی کہا جائے گا۔ ناچ گانا ہو گا، موسیقی کی دھنوں سے قوم "روح کی غذا" حاصل کرے گی۔ ریڈیو، ٹیلی ویژن پر خصوصی پروگرام نشر ہوں گے، ڈرامے ہوں گے، اخبارات خصوصی ایڈیشن شائع کریں گے۔ اس طرح قوم میں حب الوطنی کا جذبہ پیدا کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ یہ ہے جشنِ آزادی کا ایک منظر۔

۱۹۴۷ء میں جب پاکستان معرضِ وجود میں آیا تو اس کے یہ مقاصد تو ہرگز بیان نہیں کئے گئے تھے جن کا عملی ثبوت آج حکومتی سطح پر پیش کیا جا رہا ہے۔ تب اسلام کا نعرہ بلند کیا گیا اور مسلمانوں کو ایک جنت دکھائی گئی۔ مسلمانوں نے تاریخ کی بہت بڑی قربانی دے کر پاکستان بنا دیا۔ مگر ان کے ساتھ جو ہوا وہ بھی کسی المیے سے کم نہیں۔ ان کے ارمان توڑے گئے اور خواب کرچی کرچی کئے گئے۔ قیامِ پاکستان کے مقاصد کو سبوتاژ کیا گیا۔ اس جرم میں حکمران اور لادین سیاست دان مکمل طور پر شریک ہیں۔ اسلام کی جتنی توہین پاکستان میں کی گئی وہ دنیا کے کسی کافر ملک میں بھی نہیں ہوئی۔

۱۹۴۸ء میں بھی کشمیر سے واپس ہوئے تھے اور اب ۱۹۹۹ء میں پھر کارگل سے واپسی ہو رہی ہے۔ ایٹمی دھماکے کئے، غوری اور شاہین چلائے، دفاع کو ناقابلِ تسخیر بنایا مگر یہ سب ہمارے کسی کام نہ آیا۔ اس لئے کہ ہم نے اللہ سے کیا ہوا عہد توڑا اور اسلام کی توہین کی۔ حالت تو یہ ہے کہ منصبِ نبوت و رسالت اور مقامِ صحابہ، پاکستان میں محفوظ نہیں۔ توہینِ رسالت کے مرتکب مجرموں کو کھلی چھٹی ہے۔ اور ان کے لئے کوئی قانون حرکت میں نہیں آتا۔ مرزائی، سبائی اور یہود و نصاریٰ کی این جی اوز پاکستان میں کھل کھیل رہی ہیں۔ لسانی اور صوبائی تعصب کی زہریلی ہوائیں چل رہی ہیں۔ سرائیکی صوبہ اور اب مہاجر صوبہ کا مطالبہ کیا جا رہا ہے۔

حکمرانوں اور سیاست دانوں نے وطن عزیز پاکستان کا حلیہ بگاڑ کر رکھ دیا ہے۔ موجودہ حالات پر جتنا بھی رو لیں کم ہے، دکھ کا جتنا بھی اظہار کر لیں ناکافی ہے۔ کیا تبصرہ کیا جائے اور کیا لکھا جائے؟ اس سوال کے جواب میں آج کی نشست میں مجلس احرارِ اسلام کے بانی، عظیم مجاہد آزادی حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کی ایک تقریر کا اقتباس پیش کرتا ہوں۔ اسے پڑھئے اور سوچیئے کہ یہ کیا لوگ تھے۔ ان کی مومنانہ بصیرت نے جو کچھ دیکھا اور جو کہا آج ثابت ہو رہا ہے۔ ۲۶/ اپریل ۱۹۴۶ء کو اردو پارک دہلی میں حضرت شاہ جی نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا.....

"قطع نظر اس کے کہ اس کا انجام کیا ہوگا؟ مجھے پاکستان بن جانے کا اتنا ہی یقین ہے جتنا اس بات پر کہ صبح کو سورج مشرق ہی سے طلوع ہوگا۔ لیکن یہ پاکستان وہ پاکستان نہیں ہوگا جو دس کروڑ مسلمانوں کے ذہنوں میں اس وقت موجود ہے اور جس کے لئے آپ بڑے خلوص سے کوشاں ہیں۔ ان مخلص نوجوانوں کو کیا معلوم کہ کل ان کے ساتھ کیا ہونے والا ہے؟ بات جھگڑے کی نہیں، سمجھنے اور سمجھانے کی ہے۔ سمجھا دو، مان لوں گا۔ لیکن تحریک پاکستان کی قیادت کرنے والوں کے قول و فعل میں بلا کا تضاد اور بنیادی فرق ہے۔ اگر آج مجھے کوئی اس بات کا یقین دلا دے کہ ہندوستان کے کسی قصبہ کی گلی میں، کسی شہر کے کسی کوچہ میں، حکومت الٰہیہ کا قیام اور شریعت اسلامیہ کا نفاذ ہونے والا ہے تو رب کعبہ کی قسم میں آج ہی اپنا سب کچھ چھوڑ کر آپ کا ساتھ دینے کو تیار ہوں۔ لیکن یہ بات میری سمجھ سے بالاتر ہے کہ جو لوگ اپنے جسم پر اسلامی قوانین نافذ نہیں کر سکتے وہ دس کروڑ افراد کے وطن میں کس طرح اسلامی قوانین نافذ کر سکتے ہیں؟

"ادھر مشرقی پاکستان ہوگا، ادھر مغربی پاکستان ہوگا۔ درمیان میں چالیس کروڑ ہندو کی متعصب آبادی ہوگی جس پر اس کی اپنی حکومت ہوگی اور وہ حکومت لالوں کی حکومت ہوگی۔

مکار ہندو اپنی مکاری اور عیاری سے پاکستان کو ہمیشہ تنگ کرتے رہیں گے اسے کمزور کرنے کی ہر ممکن کوشش کریں گے۔ آپ کا پانی روک دیا جائے گا۔ آپ کی معیشت تباہ کرنے کی کوشش کی جائے گی اور آپ کی یہ حالت ہوگی کہ بوقت ضرورت مشرقی پاکستان، مغربی پاکستان کی مدد سے قاصر ہوگا۔

پاکستان پر رفتہ رفتہ وہی لوگ قابض ہو جائیں گے جو آج بھی انگریز کے غم خوار و نمک خوار ہیں۔ پاکستان امراء کی ایک جنت ہوگی لیکن ننانوے فیصد عوام کے لئے یہی شب و روز ہوں گے۔ اسلام ایک مسافر کی طرح ہوگا۔

اندرونی طور پر پاکستان میں چند خاندانوں کی حکومت ہوگی اور یہ خاندان زمینداروں، صنعت کاروں اور سرمایہ داروں کے خاندان ہوں گے۔ انگریز کے پروردہ، فرنگی سامراج کے خود کاشتہ پودے، سروں، نوابوں اور جاگیرداروں کے خاندان ہوں گے۔ جو اپنی من مانی کارروائی سے محب وطن اور غریب عوام کو پریشان کر کے رکھ دیں گے۔ غریب کی زندگی اجیرن ہو جائے گی۔ ان کی لوٹ کھسوٹ سے پاکستان کے کسان اور مزدور نان شبینہ کو ترس جائیں گے۔ امیر روز بروز امیر تر اور غریب، غریب تر ہوتے چلے جائیں گے۔"

اٹھو وگرنہ حشر نہیں ہوگا پھر کبھی
دوڑو زمانہ چال قیامت کی چل گیا

محمد عمر فاروق

اُسامہ بن لادن اور افغانستان کا جرأت مندانہ مؤقف

اسامہ بن لادن آج ایک فرد نہیں بلکہ بین الاقوامی جہادی تحریک کا نام ہے۔ جس نے اسلام کی سربلندی کی خاطر عالمی استعمار امریکہ جیسی سپر پاور کو تگنی کا ناچ نچا رکھا ہے۔ امارت شرعیہ افغانستان میں اسامہ بن لادن نے جس طرح روس کے بڑھتے قدموں کو روکنے کے لئے اپنی جان و مال کو داؤ پر لگا دیا تھا۔ افغانستان کے مجاہدین اس کی پر خلوص امداد اور ان بے غرض قربانیوں کو آج تک نہیں بھولے۔ طالبان امیر المومنین ملا محمد عمر کو اپنا ہیرو اور اسامہ بن لادن کو اپنا "محسن" سمجھتے ہیں۔ اسی لیے انہوں نے اسامہ کی میزبانی، عزت افزائی اور اس کی حفاظت کے لئے کوئی کسر اٹھا کر نہیں رکھی ہے۔ افغان مجاہدین اسامہ کو اپنی جان سے عزیز جانتے ہیں۔

حالیہ دنوں تاشقند میں اقوام متحدہ کے زیر اہتمام "سکس پلس ٹو" کے اجلاس میں جب طالبان سے اسامہ بن لادن کو امریکہ کے حوالے کرنے کا مطالبہ کیا گیا تو طالبان کے نمائندوں نے اجلاس میں شریک روس، امریکہ، ایران، تاجکستان اور میزبان ملک ازبکستان کے مندوبین کو یہ خود دارانہ جواب دے کر ہزیمت سے دوچار کر دیا کہ وہ اسامہ سمیت کسی بھی مہمان مجاہد کو افغانستان سے نہیں نکالیں گے اور نہ ہی انہیں کسی دوسرے ملک کے حوالے کریں گے۔ طالبان نے یہ موقف اختیار کیا کہ چونکہ انہیں عرب مجاہد اسامہ بن لادن کے خلاف کسی بھی قسم کی دہشت گردی کے ثبوت نہیں ملے لہذا وہ اسامہ کو امریکہ سمیت کسی بھی ملک کے حوالے کرنے پر تیار نہیں ہیں۔ طالبان نے افغانستان میں وسیع البنیاد حکومت کے قیام کو مسترد کرتے ہوئے کہا کہ افغان عوام کی خواہشات کے برعکس فیصلے ٹھونسنے کی کسی بھی کوشش کو کامیاب نہیں ہونے دیا جائے گا۔

جب سے افغانستان میں طالبان کی حکومت قائم ہوئی ہے اور طالبان نے افغانستان میں اسلامی نظام کی بنیاد پر ایک خالص شرعی حکومت کا قیام عمل میں لا کر عملاً دین اسلام کو بطور قوت حاکمہ کے قائم اور نافذ کیا ہے اسی دن سے مغربی دنیا اور امریکہ نے افغانستان کے ساتھ دشمنی استوار کر رکھی ہے۔ انہیں کبھی اسلامی سزاؤں کو ظالمانہ عمل کہہ کر حقوق انسانی کی پامالی کا مجرم گردانا جاتا ہے، کبھی ان کے پیٹ میں خواتین کے حقوق چھن جانے کا درد اٹھتا ہے اور اب تو انہیں ہمہ وقت اسامہ بن لادن جیسے مجاہدین اسلام کے افغانستان کی سرزمین پر بیٹھ کر پوری دنیا میں امریکی مفادات کو نقصان پہنچانے پر خوف اور تشویش لاحق ہے۔

امریکہ اور اس کے حلیف ممالک اچھی طرح جانتے ہیں کہ افغانستان میں اسلامی حکومت کا قیام دنیا بھر کے اسلام دشمن عناصر کے لئے خطرے کی گھنٹی ہے۔ افغانستان جہادی تحریکوں کی تربیتی سرگرمیوں کا مرکز ہے اور کفریہ طاقتوں کو یہ گوارا نہیں ہے کہ افغانستان مسلمانوں میں جذبہ جہاد کو زندہ کرنے میں اپنا کلیدی کردار جاری رکھے۔ مغرب کے تجزیہ نگار اور عصر حاضر کی دینی تحریکوں کا باریک بینی سے جائزہ لینے والے

یہودی اور عیسائی مفکرین چیچنیا، بوسینا، کوسوو، فلپائن، ترکی، الجزائر، مصر اور کشمیر میں اسلامی قوتوں کے متحرک ہونے میں جہاد افغانستان کو ہی بنیاد سمجھتے ہیں۔ جسے وہ بنیاد پرستی اور مذھبی جنون کہہ کر اپنی نفرت کی آگ اگلتے ہیں۔ در حقیقت افغانستان نے مسلمانوں کو جہاد کا بھولا ہوا سبق یاد دلایا ہے۔ مسلمان کی تو ساری زندگی ہی جہاد سے عبارت ہے۔ وہ بیک وقت مجاہد، مبلغ اور مصلح ہوتا ہے۔ اس کا مقصد ملکی ہوس گیری نہیں ہوا کرتا، بلکہ اللہ کے دشمنوں پر اس کی ہیبت طاری کرنا اور اس ذات وحدہ لاشریک کے آفاقی و ابدی پیغام کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچانا ہوتا ہے۔

امریکہ اسامہ بن لادن کو ختم کرنے کے لئے افغانستان پر میزائلوں کی بوچھاڑ کر چکا ہے۔ کئی ملکوں میں راسخ العقیدہ مسلمانوں کو اسامہ سے تعلق کے شبہ میں گرفتار کر کے امریکہ لایا گیا ہے اور انہیں سخت ترین سزائیں دی جا چکی ہیں۔ مگر اس پر بھی امریکہ کو چین نہیں ہے اور وہ اب ہر صورت میں اسامہ کو زندہ گرفتار کرنا یا مردہ دیکھنا چاہتا ہے۔ امریکہ دنیا میں برپا اسلامی تحریکوں کا خاتمہ اسامہ کی موت میں ہی دیکھتا ہے۔ کیونکہ اسلامی تحریکات میں جس تیزی کے ساتھ تحرک پیدا ہو رہا ہے اسی شدت کے ساتھ امریکہ اور غیر مسلم جارحین کے خلاف نفرت کی فضا جنم لے رہی ہے۔ جسے یہود و نصاریٰ اپنے لیے عالمی خطرہ تصور کر رہے ہیں۔ اور وہ اس کے لئے اسامہ بن لادن کو ہی مجرم سمجھتے ہیں۔ اسی لیے وہ اسامہ کی جان کے دشمن بن گئے ہیں۔ حالانکہ عالم کفر کو معلوم نہیں کہ ہر مسلمان اپنی اصل میں ایک مجاہد بھی ہے۔ اسامہ کو مار دینے سے جذبہ جہاد کو مٹایا نہیں جا سکتا۔ یہ تو وہ ملکوتی نغمہ ہے جو پیدا ہوتے ہی ہر مسلمان بچے کے کانوں میں پہلی صدا بن کر اللہ اکبر کا رس گھولتا ہے۔ مسلمان جو پیدائش کے ساتھ ہی اللہ کی بڑائی کا اقرار اور غیر اللہ کی نفی کا اعلان کرتا ہے پھر وہ مادی قوتوں سے کیونکر خوف کھا سکتا ہے۔ اگر اسامہ بن لادن جوش جہاد کا نام ہے تو آج ہر مسلمان اسامہ بن لادن بن چکا ہے۔

افغانستان نے اسامہ کو امریکہ کے حوالے نہ کرنے پر جو غیرت مندانہ موقف اختیار کیا ہے۔ وہ افغانستان کے بیرونی دباؤ کو تسلیم نہ کرنے کی نشاندھی کرتا ہے۔ افغانستان کے دو ٹوک فیصلے سے اس کی خارجی و داخلی خود مختاری اور کسی بھی فانی قوت سے مرعوب نہ ہونے کے مضبوط اور غیر لچک دار پالیسی کا بھی اعلانیہ اظہار ہوتا ہے۔ افغانی حکومت کا یہ دلیرانہ اقدام ان مسلمان ممالک کے لیے بھی باعث تقلید ہے جو اپنی مرضی کے فیصلے کرنے کی بجائے امریکی سامراج سے ڈکٹیشن لیتے ہیں اور ذاتی مفاد کے لئے ملک و قوم کو بیرونی قوتوں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیتے ہیں۔

"سکس پلس ٹو" کے اجلاس میں افغانیوں کا واشگاف اعلان پاکستانی حکمرانوں کے لئے بھی قابل غور اور لائق توجہ ہے کہ جو قومی اور ملکی فیصلوں کے وقت ہچکچاہٹ اور تذبذب کا شکار ہو جاتے ہیں اور آخر کار کفریہ

محمد عمر فاروق

مقبوضہ پاکستان؟

آپ حیران مت ہوں کہ میں نے یہ کیسا عنوان باندھا ہے۔ "مقبوضہ پاکستان"!۔ مقبوضہ صرف وہی علاقہ نہیں کہلاتا، جس پر بیرونی دشمن بزور قبضہ کرے اور اقتدار کے سنگھاسن پر آلتی پالتی مار کر بیٹھ جائے۔ بلکہ ہم جیسے بد نصیبوں کا خطہ تو نصف صدی پہلے آزاد ہو کر بھی غلام ہے۔ یہ ارض پاک دیکھنے میں تو آزاد ہے، خود مختار ہے۔ لیکن ایک مخصوص طبقے نے درونِ خانہ اپنی جدی پشتی جاگیر جان کر اس کے چاروں کونوں پر اپنا تسلط قائم اور چودہ کروڑ عوام کو اپنا باری اور مزارع بنا رکھا ہے۔ لاکھوں مسلمانوں نے ہجرتوں کے دکھ اٹھا کر جس خوابوں کے شیش محل کے لیے سب کچھ لٹا دیا تھا وہ وطنِ عزیز ان لٹیروں کے ہاتھوں تاراج ہو چکا ہے۔ ہاں وہی ملک جسے لا الہ الا اللہ کے نعرے کی بنیاد پر حاصل کیا گیا تھا۔ اور جس کے لیے ہماری پچپن ہزار ماؤں، بہنوں، بیٹیوں نے اپنی عزتوں اور عصمتوں کی قربانی دی تھی اسے آج ظالموں نے مفتوح اور مقبوض کر لیا ہے۔

یہ کیسی آزادی ہے کہ چہرے بدلے ہیں، مگر نظام برقرار ہے؟ چند خاندانوں نے پورے ملک کو یرغمال بنایا ہوا ہے۔ ہر اقتداری بازیگر نظام بدلنے کی لوریاں دیتا ہے اور قوم کو تھپک تھپک کر اپنی مدتِ اقتدار تک کے لیے سلا دیتا ہے۔ جب قوم جاگنے پر آتی ہے تو چند کھلونے تھما کر اس کی توجہ دوسری طرف لگا دی جاتی ہے۔ لیکن قوم جاگی ہی کب ہے؟ اگر قوم جاگ رہی ہوتی تو وہ دن دیہاڑے ان لٹیروں سے یوں نہ لٹتی۔ فیض احمد فیض نے اسی آزادی موہوم کے متعلق کہا تھا کہ...... جس کا انتظار تھا، یہ وہ سحر تو نہیں۔ سحر طلوع بھی کیسے ہو کہ لٹیرے بے خطر ہیں، بے فکر ہیں اور لٹنے والے مدہوش و بے خبر ہیں۔

کہنے کو تو ہم ۱۹۴۷ء میں آزاد ہو گئے۔ لیکن فرق کچھ نہیں پڑا، سفید حکمران گئے تو کالے انگریزوں نے خون چوسنے کے لئے اپنے دانت عوام کی شہ رگ میں پیوست کر دیئے۔ صف اوّل کی قیادت جس نے رات دن ایک کر کے بڑی مشکلوں اور مصیبتوں سے گزر کے پاکستان حاصل کیا تھا۔ اس کے ایک ایک فرد کو راستے سے ہٹا دیا گیا اور وہ رہنمایانِ قوم جنہوں نے انگریز سامراج سے ملک و قوم کو چھڑانے کے لئے اپنی جوانیوں کو قید خانوں کی نذر کیا تھا۔ انہی پر غداری کا لیبل لگا کر، انہیں سسک سسک کر مرنے کے لیے گمنامی کے غاروں میں دھکیل دیا گیا۔ جب راستے کے کانٹے صاف ہو گئے تو وہی لوگ ہماری گردنوں کے مالک بن گئے۔ جن کے آباؤ اجداد نے ہر چڑھتے سورج کو سلام کر کے جاگیر و زر کو ذخیرہ کیا تھا۔

نتیجہ یہ ہوا کہ اب ہر محکمے کے چپڑاسی سے لے کر افسر اعلیٰ تک ہر با اختیار شخص اپنے محکمے کا بے تاج بادشاہ ہے اور ان سب کی ڈور سیاسی کھڑپینچوں اور سرکاری ٹاؤٹوں کی انگلیوں میں تھرکتی ہے۔ غریب آدمی جائز شناختی کارڈ اور ڈومیسائل کے لئے مہینوں محکموں سے دھکے پر دھکے کھاتا ہے۔ پیسہ اور وقت برباد

کرتا ہے۔ لیکن پھر بھی ناکام و نامراد لوٹتا ہے۔ اوّل تو کسی بھی با اثر شخصیت کو ان چیزوں کی ضرورت ہی نہیں ہوتی اور اگر ایسا ضروری ہو تو متعلقہ محکمہ دفتر اٹھا کر ان کے ڈیرے پر لے آتا ہے۔ عام آدمی کی رسائی تو ایک پٹواری تک نہیں ہونے پاتی جبکہ جاگیرداروں، وڈیروں اور سرمایہ داروں کی کوٹھیوں کے گرد تحصیلدار، مجسٹریٹ، اسسٹنٹ کمشنر اور ڈپٹی کمشنر سلام کے لئے کئی مرتبہ روزانہ حاضری دیتے ہیں اور پوچھے بغیر ناجائز الاٹمنٹوں کے کاغذات مکمل کر کے ان کے دربار میں پیش کرتے اور آشیر باد پاتے ہیں۔ غریب عوام صرف بجلی کے بل ادا کرتے کرتے فاقوں تک آ پہنچے ہیں۔ اور مقتدر طبقے میٹر لگوائے بغیر بجلی استعمال کرتے ہیں۔ بل ادا کیے بناء ٹیلی فون کرتے ہیں۔ سرکاری تیل گاڑیوں میں پھونکتے اور بیگم بچوں کے ہمراہ شہر بہ شہر ٹاپتے پھرتے ہیں۔ تحائف کے نام پر رشوت لیتے ہیں۔ شیئرز کے پردے میں کمیشن کھاتے ہیں اور ایک دمڑی خرچ کئے بغیر تمام ناجائز سرکاری آسائشوں اور سہولتوں کو برتنا اپنا پیدائشی حق سمجھتے ہیں۔

پاکستان کا عام شہری سوچتا ہے کہ ایسا کیوں ہوتا ہے۔ اس کے بچے ان تعلیمی اداروں کے قریب بھی نہیں پھٹک سکتے۔ جہاں مستقبل کے نوخیز حکمران انداز حکمرانی اور امور سلطنت کے داؤ پیچ سیکھتے ہیں۔ عام شہری کڑھتا ہے کہ کیا وہ اس ملک پر اپنا سب کچھ قربان کرنے کے بعد بھی اتنا حق نہیں رکھتا کہ وہ یہاں باعزت زندگی ہی گزار سکے۔ چاہے اسے تمام بنیادی حقوق حاصل نہ ہوں لیکن چادر اور چار دیواری کا تحفظ تو ملے۔ اس کی سوچ اور کڑھن بجا ہے کہ جب ملک میں واضح طور پر مقتدر طبقے اور عوام الناس کے لئے الگ الگ قانون اور ضابطے ہوں، امتیازی سلوک ہو، طبقاتی نظام کی عملداری ہو تو یہاں عام آدمی کے لیے جینا کیسے ممکن ہے؟ بڑے بوڑھے جب ان حالات کو دیکھتے ہیں تو کیوں ان کے منہ سے یہ جملہ نکلتا ہے کہ "اس سے بہتر تو انگریزوں کا دور تھا" آخر برطانوی شاطروں کا بظاہر کوئی تو ضابطہ ہوتا ہوگا۔ سوال تو یہ ہے کہ جب انگریزوں کا دور ہی بہتر تھا تو آزادی کیوں حاصل کی گئی۔ اس کا جواب ایک ہی ہے کہ ہم نے آزادی اس لیے حاصل کی تھی کہ ہم اپنے علیحدہ و آزاد ملک میں امن و سکون، عدل و انصاف، مساوات و برابری کا راج قائم کریں گے۔ جہاں کوئی امیر ہوگا نہ غریب، بلکہ مسلمان ہونے کے ناطے سب برابر ہوں گے۔ لیکن وطن قائم ہوتے ہی ہم سے آزادی چھین لی گئی اور ہمیں آج تک آزادی کی نعمت کے شعور سے ہی محروم رکھا گیا ہے۔ اگر ایسا نہ کیا جاتا تو آج کوئی سرمایہ دار ہوتا نہ مفلس، کوئی گدا ہوتا نہ سلطان، اور نہ کوئی وڈیرہ اور مزارع ہوتا۔ بلکہ ہر ایک یکساں سلوک اور حقوق کا مستحق و روادار ہوتا۔ لیکن ایسا کیونکر ہوتا کہ جن کی نسلوں نے ہم پر حکومت کرنی تھی ان کا مفاد اسی میں تھا کہ عوام کو بے شعور رکھا جائے اور ان کے حقوق کو نقب لگائی جائے۔ تاکہ پورا ملک ان کے پاؤں کے نیچے رہے۔

قبضہ گروپ سے مقبوضہ پاکستان جب بھی آزادی پائے گا تو پھر کوئی غلام ہوگا نہ آقا۔ بلکہ آزاد پاکستان ایک ایسی خود مختار، مضبوط و مستحکم اور خود دار مملکت ہوگی۔ جہاں رائیونڈ کی حکومت ہوگی نہ لاڑکانہ کی بادشاہت۔ بلکہ اللہ کی حاکمیت اور اسی کے اقتدار اعلیٰ کا دور دورہ ہوگا۔ جس کا خواب لاکھوں شہیدانِ وطن نے دیکھا تھا۔

ابن شریعت سید عطاء المحسن شاہ بخاری

سرخیل راشدین، امیر المؤمنین، خلیفۃ المسلمین،
امام المتقین، اموی خلیفۂ راشد، قائد انام فاتح روم و شام

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور اُن کے ناقد ہندوستانی و پاکستانی مولوی

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں
تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے میں

امیر المومنین خلیفۂ عادل و راشد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ، نے اپنے بارے میں فرمایا **انا اول الملوک و آخر خلیفہ** (۱) "میں پہلا بادشاہ اور آخری خلیفہ ہوں "امیر المومنین خلیفۂ عادل و راشد پیکر عدل سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا **لا تذکروا معاویۃ الا** (۲) معاویہ کا تذکرہ بجز خیر کے مت کرو **بخیر** پیکر علم، عم زاد رسول، حبر الامۃ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا
ما رایت احدا اخلق للملک من معاویہ (۳) میں نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے زیادہ لائق ملک کے لئے کسی کو نہیں دیکھا۔ پیکر عظمت صحابیٔ رسول عمیر بن سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا **لاتذکروا معاویۃ الا بخیر** (۴) ذکر معاویہ خیر کے سوا نہ کرو

پاکستان کے ایسے مولوی جو نادانستہ شیعوں کے حلیف بنے ہوئے ہیں عمداً یہ ھفوات مسلسل چھاپ رہے ہیں کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ ان لوگوں کے ممدوح ہیں جو لوگ ناصبی ہیں یا یوں کہتے ہیں کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی ایسی مدح جو دیگر صحابہ پر فوقیت لئے ہوئے ہو ناصبیت کے زمرے میں آتی ہے اور دلیل سے محروم یہ گفتگو ان مولویوں کے ہاں عام ہے اور حضرت سیدنا معاویہ سے متعلق ان مکروہ لوگوں کا لب و لہجہ، رویہ بھی نہایت سوقیانہ ہوتا یعنی (آگے آگے مچھ ہوتی ہے پیچھے کتا ہوتا ہے)

ایسے پیوست زدہ رافضیوں کے حلیف مولویوں سے پوچھتا ہوں شاہ ولی اللہ، امام طحاوی، ابو بکر بن جصاص، سیدنا عمر۔ سیدنا معاویہ، سیدنا عبداللہ بن عباس، سیدنا عمر بن سعد (رضی اللہ عنہم ورضوعنہ)
ان حضرات سے بہتر ہیں؟
ان کی آراء حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کی آراء سے بہتر ہیں؟
حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کا علم ان لوگوں سے بہتر نہیں؟

---

(۱) البدایہ والنہایہ ص ۱۳۵ ج ۸ (۲) ص ۱۲۲ ج ۸ تاریخ کبیر ص ۳۲۷
(۳) قسم اول جز رابع ص ۳۳ تاریخ کبیر ص ۳۲۸

حضرات صحابہ کی مردم شناسی کیا بعد کے بزرگوں سے بہتر نہیں؟
فضائل کے اعتبار سے کیا وہ پوری امت سے بہتر نہیں ہیں؟
جواب یقیناً اثبات میں آئے گا میں پوچھتا ہوں پھر ان کی رائے، ان کی بات اور ان کی اصابت فکر پر تم کو اعتماد کیوں نہیں؟ شیعوں والے فکر کی اشاعت کی غلاظت اپنے سر کیوں اٹھاتے ہو؟ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا نام آتے ہی تمہیں صحابہ رضی اللہ عنہم کی باتیں بھولنے لگتی ہیں اور ہندوستانی بزرگ تمہاری آنکھوں کا سرمہ بن جاتے ہیں۔ کیا ہندوستانی علماء کا اتفاق رائے اور پاکستانی علماء کا ان کی اقتداء کرنا یہ ضروری ہے یا صحابہ رضی اللہ عنہم کی بات پر اعتماد و اتفاق اور اس کی اقتداء ہم سب کے لئے ضروری ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی آراء پر کسی ایرے غیرے کی رائے کو فوقیت دینا فکری حرام کاری نہیں تو اور کیا ہے؟ صحابہ کی بات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں کی خوشبو ہوتی ہے اور تمہاری باتوں میں ایرانی تعفن ہوتا ہے۔

ببیں کہ از کہ بریدی و باکہ پیوستی

صحابہ رضی اللہ عنہم کے مندرج صدر اقوال احکام کی حیثیت رکھتے ہیں

مولوی عبدالرشید نعمانی اور ایک خطاط ان کی رائے، خواہش اور ان کے ھندوستانی ممدوح علماء بھلا صحابہ رضی اللہ عنہم کے سامنے ٹھہرنے کے قابل ہیں اور یہ لوگ اس قابل بھی ہیں کہ ان کی رائے کو کوئی مقام دیا جائے؟ ان کے تمام مؤلفات اک دفتر بے معنی ہے۔

ایں دفتر بے معنی غرق مے ناب اولیٰ

جھوٹے تقدس کی کرم خوردہ بیساکھیوں کے سہارے زندہ رہنے والے تفاخر سے اپنی شخصیت کا دبدبہ جماتے ہیں کہ فلاں حضرت مدنی کا مرید ہے، فلاں حضرت رائے پوری کا منظور نظر ہے، فلاں دیوبندی ہے، یہ ہے اور وہ ہے انہوں نے کبھی یہ سوچنے کی زحمت گوارا کی ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ مرید مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ مکی ہیں، مدنی ہیں، دمشقی ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نسبت بیعت ہی تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کے جنتی ہونے کی سند ہے۔ ان کی نجات اعمال پر موقوف نہیں **کلا وعداللہ الحسنیٰ** ہر ایک سے حسن عاقبت کا وعدہ ہے **یوم لا یخزی اللہ النبی والذین امنوا معہ**
جس دن اللہ نبی اور ان کے ساتھیوں کو رسوا نہیں کریں گے
نبی نے ان کا تزکیہ چھے طریقوں سے کیا

یتلوا علیھم ایتہ

ویعلمھم الکتب

والحکمۃ

ویزکیھم

خزمن اموالھم صدقۃ تطھرھم و تزکیھم

وصل علیھم

اس پر مستزاد اللہ نے ان کے دلوں کا تقویٰ پرکھا امتحن اللّٰہ قلوبھم للتقویٰ
اور تقویٰ، اخلاص، صدق وصفا ان سے بڑھ کر بھلا کس میں ہو سکتا ہے پھر رشد وھدایت کی مستجاب دعاؤں کے ساتھ وہ سجائے گئے اور اس پر اللہ کی مہر اولئک ھم الراشدون
تین تاکیدوں کے ساتھ ان کا منصوص رشد۔ تم پاکستانی وہندوستانی مولویوں کی تسلی کے لئے کافی نہیں جو تمھیں مؤرخین ظن و تخمین کے دروازوں پر جبہ سائی کرنے سے روک سکے۔ تم مؤرخین کے در عجم سے صحابہ رضی اللہ عنھم کی شخصی پہچان کی بھیک مانگتے ہو تمھیں شرم آنی چاہیے۔ صحابہ رضی اللہ عنھم قرآنی شخصیات ہیں تاریخی شخصیات نہیں ہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنھم کا تعارف و تصدیق قرآن سے مانگیں تاریخ سے نہیں۔
ہم بے بضاعت ایرانی بھکاریوں نے طبری کو مستند جانا اور مانا، نانوتوی کو حرف آخر مانا اور سارا زور ان کی تقلید پر لگا دیا۔ قلم توڑ دیئے لیکن تمھاری میلی آنکھ قرآنی سرمہ سے مجلیٰ نہ ہوئی۔ اگر قرآن سے دل و دماغ منور ہو چکے ہوتے تو سید مودودی کی طرح آپ کو تاریخ کے صید زبوں کھانے کی کیا ضرورت تھی۔

ہوس کو ہے نشاط کار کیا کیا

اس ردّو کد کے بعد میں پوچھتا ہوں کیا سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ مرید محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہیں؟ ان کا تزکیہ و تطہیر حضور علیہ السلام نے نہیں کیا؟ ان کے تقویٰ کو اللہ نے نہیں پرکھا؟ ان کا رشد منصوص و موکد قرآنی نہیں؟
عجم کے چند مخصوص عجمیوں کے کہنے سے ان کی ہدایت و رشد تقویٰ وصفا سب مشکوک ہو جائے گا؟ دلی و جہلم کی روندی ہوئی سرزمین کے نومسلموں کے کہنے سے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے حلقۂ یاراں کو
باطل کہا جائے گا؟
باغی کہا جائے گا؟
گنہگار کہا جائے گا؟
ضال و مضل کہا جائے گا؟
صورتاً باغی ہیں حقیقتاً نہیں کی راگنی الاپی جائے گی
اگر ان کے لیے یہ "القاب" ضیاء قہ عجم ہیں۔ تو میں آپ سب کا ہم عصر ہوں آپ کو جانتا ہوں، پہچانتا ہوں

مجھ پہ ظاہر ہے آپ کا باطن

میں کہہ سکتا ہوں آپ غلام، آپ کے والد ماجد غلام، آپ تمام باطل آپ مرتکب کبائر، خوابوں کے ذریعے دو شیزائیں ہتھیانے والے صورتاً بھی گندے اور حقیقتاً گلے سڑے متعفن لاشے، ایرانی دستر خوان کا چھوڑ کھانے والے۔ فرمائیے اب کیسے مزاج ہیں؟ طنطنۂ تقدیس زمیں بوس ہوا کہ نہیں؟ قدرِ عافیت معلوم ہوئی؟
یہ ہے آپ کی قیمت

طلقاء کی نامعقول بحث

حضور پر نور رحمت عمیم سیدنا و مولانا روف الرحیم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

الناس معادن کمعادن الذھب و الفضہ خیار ھم فی الجاھلیہ خیارھم فی الاسلام اذا فقھوا (او کما قال)

لوگ سونے اور چاندی کی کانوں کی طرح ہیں ان میں جو لوگ جاہلیت میں سر بر آوردہ تھے (او کما قال) اسلام میں بھی وہی سر بر آوردہ ہیں جب انہیں اسلام کی سمجھ بوجھ آ جائے۔

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو کاتب وحی بنایا اور ساتھ فرمایا **واللّٰہ ما استکبتک الا بوحی اللّٰہ**

سیدنا عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کو عامل مکہ بنایا

سیدنا ابو سفیان رضی اللہ عنہ کو عامل نجران بنایا

کیا یہ سب کام تالیف قلب کے زمرے میں آتا ہے؟ تو مذکورہ الصدر حدیث پاک کا کیا مفہوم ہے؟ کیا اللہ کے نبی نے نا اہل بنوامیہ کو امت کی گردن پر مسلط کر دیا؟ یا وہ اس اہلیت کے مالک تھے؟ اہلیت کسی اور میں ہوتی تو اس کو نامزد فرماتے ان کو دین کی سمجھ بوجھ تھی اور اہل حل و عقد تھے۔ دور جاہلیت میں بھی بنوامیہ ہی مکہ کے اہل حل و عقد، سر بر آوردہ کمانڈر و حکمران تھے یہ ان پر اللہ کا فضل و انعام تھا۔ یہ پسندیدہ صفات تھیں ناپسندیدہ صفات نہ تھیں۔ پاکستانی حیرم کشوں کو نہ جانے ان سے کیا بیر ہے بہ ظاہر تو ہمایوں عکے دور کا ''سایہ عقاب شب'' معلوم ہوتا ہے۔ امریکہ کے یہ قومی نشان دور کی کوڑی لائے اور طلیق و طلوق کے معنی کی موشگافیاں کرنے بیٹھ گئے اگر انداز و معیار گفتگو یہ ہے تو

صلوٰۃ کے معنی

عباس کے معنی

فاطمہ کے معنی

جعفر کے معنی

یہ غور فرمائیں پھر حاصل جواب پر کف افسوس نہ ملیں بلکہ دلی کے نائی اس پر فخر کریں اور سر دھنیں۔ آنکھیں مٹکائیں، لغوی معنوں کے اعتبار سے تو کچھ بھی کہا جا سکتا ہے۔ یہ تو حضور علیہ السلام نے اہل مکہ کا خوف دور کرنے کے لئے ارشاد فرمایا جیسے برادران یوسف علیہ السلام کو اللہ نے فرمایا **لا تسریب علیکم الیوم** اس سے ان کی حقارت کو اخذ کرنا اور اسی نام سے موسوم کر دینا سہارن پوری کنجڑے کا ہی کمال ہو سکتا ہے مطلوب نبوت ہر گز نہیں ہو سکتا۔ جو نبی امت کو یہ کلیہ عنایت فرمائے کہ **کلکم بنو آدم و آدم من تراب**

تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے ہے

وہ نبی اپنے ہی خاندان کی ایک شاخ کو کمیوں میں شامل کر دے ہو نہیں سکتا۔ یہ کراچی کے مکروہ دھقانی کے قلم کا کرشمہ ہے اور عجمی اخلاق کا طرہ

این کار از تو آید و عجمی چنیں کند

سیدنا معاویہ کا ایمان لانا:

اینگلو انڈین سامراج کے ماتحت پرورش پانے والے مولوی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ایمان پر بہت بحث کرتے ہیں اور اس سلسلۃ الجرح میں بہت دور کی کوڑیاں لاتے ہیں اور اس کا نام تحقیق رکھتے ہیں حالانکہ انہیں اپنے ایمان پر بحث کرنی چاہیے اور ثابت کرنا چاہیے کہ وہ اسلام کے مطلوبہ مومن بھی ہیں کہ نہیں۔ لیکن جناب ان کی جہالت کی تان سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ایمان پر ہی ٹوٹتی ہے اور اس جہالت مابی پر انہیں فخر ہے اور وہ رئیس المحققین ہیں۔ لیکن ان کی گھسیاروں والی نگاہ خوبیوں اور فضیلتوں پر نہیں پڑتی بلکہ استخفاف و ذم کے پہلوؤں سے ہم کنار ہوتی ہے۔ حالانکہ لکھا یوں ہے کہ

انه اسلم عام الحديبيه و كان يكتم اسلامه من ابى سفيان قال فدخل رسول الله صلى الله عليه وسلم مكة عام الفتح فاظهرت اسلامى ولقيته فرحب لى (طبقات الكبرىٰ ج ۷ ص ۴۰۶)

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ حدیبیہ والے سال (۶ھ) ایمان لائے اور ابوسفیان سے اپنا ایمان چھپاتے تھے جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو میں نے اپنے اسلام کو ظاہر کیا حضور علیہ السلام نے مجھے مرحبا فرمایا

کیوں کہ جی غلام ابن غلام مولوی جی کچھ ایمان درست ہوا کہ نہیں تاریخ کا یہ مہکتا گلاب تیری نگاہوں میں خار بن کے کھٹکتا ہے........ تفو بر تو ملا تفو

اس کے بعد عجمی سازش کے نخچیر قصاص عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کی بحث میں الجھا کر باغیان عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو فرمانبرداروں کی عجمی سند عطا فرماتے ہیں اور صدر اوّل کے واقعہ و حادثہ فاجعہ پر دلیل، صدیوں بعد کے ایک فقیہ کی رائے پیش کرتے ہیں اور یوں رئیس "المشککین" کا تمغہ سینے پر سجائے پھرتے ہیں اور بڑھتے ہیں اور بُڈھی میراثن کی طرح انگلی بڑھا بڑھا کے دکھا دکھا کے کہتے پھرتے ہیں "ہم نے جو لکھا ہے" بڑھی تکنیک" سے لکھا ہے"۔

تم نونہال دو گے حسرت ہی باغباں کو

لو مولوی جی آنکھ کھولو غلامی اور رافضیت کی عینک اتارو اور پڑھو کہ باغی کون ہے؟

(۱) فقال الا شتر قدعر فنارأى طلحه. والزبير فينا، وامارأى على فلم تعرفه الى اليوم فان كان قداصطلح معهم فانما اصطلحوا على دمائنا فان كان الامر هكذا الحقنا علياً بعثمان (البدايه و النهايه جلد ۷ صفحه ۲۳۹)

پس اشتر نے کہا طلحہ و زبیر، ہم جا گئے مگر آج تک علی کی رائے کا ہمیں پتہ نہیں لگا۔ اگر علی نے ان سے صلح کی تو یہ ہمارے خون پر ہو گی اور معاملہ یونہی رہا تو ہم علی کو بھی عثمان سے ملا دیں گے۔

مولوی جی یہ ہیں بیعت کرنے والے اور فرمانبردار" آپ کس فقیہ محترم کی عبث رائے سے استدلال کریں گے کہ اب بھی یہ باغی ہیں یا مطیع؟ آپ کے روحانی بزرگ اسی پر بس نہیں کرتے بلکہ جنگ جمل میں صلح کے بعد (۲) بات الناس بخير ليلة و بات قتله عثمان بشر لية و باتو يتشاورون واجمعو الی ان يثير وا الحرب من الغلس (البدايه والنهايه ج۷ ص ۲۳۹ ص. ۲۴۰)

لوگ خیر و عافیت سے سو گئے اور قاتلین عثمان کا گروہ شر کے جذبات لئے جاگتا رہا اور شب خون مارنے کا مشورہ کرتے رہے اور اس بات پر متفق ہوئے کہ اندھیرے میں جنگ کی آگ بھڑکا دی جائے

مولبی جی! آپ کے اکابر کے انہی کرتوتوں کو دیکھ کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدنا حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کو فرمایا یا بنیّ ليت اباک مات قبل هذا اليوم بعشرين عاماً (البدايه ج۷ ص ۲۴۱)

بیٹا جی! کاش تمھارا باپ آج سے بیس سال قبل مر گیا ہوتا جواباً امام حسن مجتبیٰ نے عرض کیا

یا ابت کنت انہاک عن هذا = ابا جی میں نے تو آپ کو جدال و قتال سے منع کیا تھا جو لوگ سیدہ عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رضی اللہ عنہا کو گالی گلوچ کریں، سیدنا علی کی نافرمانی کریں، علی کو عثمان کے ساتھ ملانے کا پروگرام بنائیں، رات کی مہیب تاریکی میں شب خون ماریں، ۳۵، ہزار انسانوں کو خون میں نہلادیں، امن کی وادی کو شر و فساد کبیر میں بدل دیں وہ باغی نہیں تو پھر کون ہے؟ ان سے قصاص عثمان رضی اللہ عنہ نہ لینا اور مالک الاشتر کو فوج کا سپہ سالار بنالینا یہ سب حق ہے؟ ابن جرموز اور ابن حمق کے ساتھی حق پرست اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھی باغی؟ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے "لعن الله قتلة عثمان" (البدایہ ص ۲۴۱ و ص ۲۴۳)
اور سیدنا علی جن لوگوں پر لعنت بھیجیں وہ اہل حق؟

واہ مولبی جی واہ

پاپوش میں لگا دی کرن آفتاب کی
جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی

اس کو کہتے ہیں دین ملافی سبیل اللہ فساد

آپ جیسے ہیزم کش آذوقہ نار ہیں اور آپ جیسوں کا علاج سیدنا عمر کا دُرہ ہے رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ،

بقیہ از ص ۶

طاقتوں کے آگے سر جھکا دیتے ہیں یہ آزاد اور خود مختار قوموں کا چلن نہیں بلکہ بے بس و لاچار اور غیروں سے مرعوب قوموں کا طریق ہوا کرتا ہے۔ سینکڑوں فرزندان اسلام کی قربانی دینے کے بعد کارگل کے مسئلے پر امریکی چوکھٹ پر جبین نیاز خم کردینا ڈپلومیسی نہیں، ملک، قوم اور اسلام کے ساتھ صریحاً غداری ہے۔ طالبان نے ثابت کر دیا ہے کہ غیروں کی امداد کے بھروسے اور غیر ملکی قوتوں پر انحصار کے بغیر بھی خودداری سے زندہ رہا جاسکتا ہے۔ اور جب جینے کا شعور آجائے تو غیرت کی زندگی بسر کرنے کا سلیقہ بھی آجاتا ہے۔

ابن شریعت سید عطاء المحسن شاہ بخاری

اقرباءمیرے کریں خون کا دعویٰ کس پر.....!

حکومت کی طرف سے دینی مدارس کا نصاب تبدیل کرنے کا مطالبہ جہالت اور مداخلت ہے

حکومت دینی معاملات میں بے جا مداخلت سے باز رہے۔ حکومتی ارکان نے جب دینی نصاب پڑھا ہی نہیں تو اس کی اصلاح کا دعویٰ حماقت نہیں تو اور کیا ہے۔ جو آدمی دینی علوم کی "الف ب" بھی نہیں جانتا وہ ہمارے نصاب کو غلط کہتا ہے۔ یہ مسخرہ پنے کی بات ہے۔ مولوی غربت اور فقر کے باوجود دین کا چراغ روشن کئے ہوئے ہیں۔ حکومت اسکولز، کالجز پر کروڑوں روپیہ خرچ کرتی ہے بتائے وہاں سے کیا جنم لے رہا ہے؟ کھلاڑی، گویئے؟ ہیجڑے، جاگیرداروں کے "راکھویں" اور سیاست دانوں کے بغل بچے اور اس کے سوا پچاس برس کی پونجی کیا ہے۔ ہمارے ملک میں ہمیشہ حکومتیں ہی مذہبی طبقاتی کشمکش پیدا کرتی ہیں۔ اسی میں سیاسی مچھندروں کا مفاد ہے۔ حکومت مختلف طبقات کے لوگوں کو نوازنا چھوڑ دے تو طبقاتی کشمکش کی آگ بجھ جانے کی اس حوالے سے حکومتی بیانات قابل صد ملامت و مذمت ہیں۔ ایک طبقے کو تنقید و ملامت کا ہدف بنایا ہوا ہے اور دو طبقوں کی سرپرستی ہو رہی ہے........ ع

اقرباء میرے کریں خون کا دعویٰ کس پر

مجلس صیانۃ المسلمین پاکستان کا

انیسواں سہ روزہ سالانہ اجتماع

۲۰، ۲۱، ۲۲، جمادی الاخری ۱۴۲۰ھ

۱، ۲، ۳، اکتوبر ۱۹۹۹ء

جمعہ ہفتہ اتوار

جامعہ اشرفیہ فیروز پور روڈ لاہور میں منعقد ہوگا

جسمیں حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہٗ کے سلسلہ کے مجازین خلفاء کرام و دیگر علماء کرام و مشائخ عظام، ہندو پاک کے علاوہ، دیگر ممالک سے شرکت فرمائیں گے، تمام مسلمانوں سے شرکت کی استدعا ہے

نوٹ: انشاء اللہ تعالیٰ ۳، اکتوبر بروز اتوار بعد از نماز عشاء جامعہ اشرفیہ کے فضلاء کی دستار بندی ہوگی،

نوٹ: شرکت کے لئے باہر سے آنے والے حضرات کا قیام جامعہ میں ہوگا، موسم کے مطابق بستر ہمراہ لائیں

سہ روزہ اجتماع کے دوران روزانہ بعد نماز عصر حضرت حکیم الامت تھانویؒ کے سلسلہ کے خلفاء کرام کی اصلاحی مجالس کا خصوصی اہتمام ہوگا۔

منجانب: مجلس صیانتہ المسلمین پاکستان

رجسٹرڈ جامعہ اشرفیہ فیروز پور روڈ لاہور۔

فون: ۷۵۸۱۵۰۴

۸۵۰۵۸۲ - - ۵۸۶۷۲۷۸

مرسلہ: انٹر نیشنل ختم نبوت موومنٹ، (کویت)

فتنۂ پرویزیت ....!

> اسلام کی سنہری تاریخ اس حقیقت پر شاہد ہے کہ جب اور جہاں دین حق کے خلاف خارجی فتنوں نے سر اٹھایا، علمائے حق نے فوراً ان کی سرکوبی کے لیے اپنا کردار ادا کیا

عالم اسلام مختلف ادوار میں گوناں گوں داخلی و خارجی فتنوں کا شکار رہا ہے۔ان فتنوں کے محرکین کا ہمیشہ ایک ہی ہدف رہا ہے کہ مسلمانوں کو ان کے مذہب اور عقائد کے بارے میں شکوک و شبہات کا شکار کر کے ان کی مرکزیت ختم کی جائے تاکہ ان کی قوت کبھی مجتمع نہ ہو سکے اور وہ ہمیشہ انتشار کا شکار رہیں۔ اس مقصد کے لئے کبھی جھوٹی نبوت، کبھی بنیاد پرستی، کبھی حقوق انسانی، کبھی عقلیت پرستی کے باطل دعوے سے دین حق کی حقانیت کو مسخ کرنے کی مذموم کوششیں ہوتی رہی ہیں اور اہل اسلام کی صفوں میں موجود منافقین نے ایک طے شدہ منصوبے کے مطابق اپنے مادی وسائل کی کثرت، ذرائع ابلاغ پر کنٹرول اور ارباب اختیار تک رسائی کی بدولت اپنی قوت اثر سے اس کردار کو ہمیشہ نشانہ بنایا ہے۔یہی وجہ ہے کہ اہل اسلام انفرادی اور اجتماعی طور پر مذہبی منافرت کا شکار ہیں اور مختلف گروہ بندیوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ ان کی قوت منتشر ہو چکی ہے اور وہ باطل و الحادی قوتوں کے آگے بے بس ہیں۔

عالم اسلام کے ابتدائی دور میں منکرین حدیث کا فتنہ پہلی دفعہ ظہور پذیر ہوا جو اہل علم کی طویل جدوجہد سے کیفر کردار تک جا پہنچا۔ مستشرقین نے اسی رخ سے، اپنی نام نہاد ریسرچ کی آڑ میں اسلام پر وار کیا اور خارجی ذہن رکھنے والے کمزور ایمان کے حامل پڑھے لکھے افراد کو اس مشن پر لگا دیا کہ وہ مسلمانوں کے اندر رہتے ہوئے عقلیت کی آڑ میں ان کے عقائد و ایمان کو مشکوک بنا کر اسلام و ایمان سے منحرف کریں۔ اس مقصد کے لیے مستشرقین کے تعلیمی اداروں میں ریسرچ سینٹرز قائم کیے گئے جنھوں نے مشنری بنیادوں پر اسلام کے خلاف مختلف جہات سے کام کیا اور مختلف اسلامی ممالک میں دانش وروں اور مفکریں کے پرکشش ناموں سے اپنے ایجنٹ تیار کیے جنھوں نے اپنے آقاؤں کے مشن کی تکمیل کے لیے بھر پور انداز میں اپنے اپنے ملکوں میں اسلامی ریسرچ کے نام سے تحریری اور تقریری کام کے حوالے سے عوام الناس کو گمراہ کرنا شروع کر دیا اور اپنی خود ساختہ جدت فکر کی آڑ میں دین اسلام کی نئی تشریح کی بنیاد رکھ دی، جو مسلم امہ کے متفقہ اور معروف و مروّج نظریات اور مسلمہ حقائق کے بالکل برعکس تھی اور جس میں حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حجیت کا انکار کر کے دین کی ان مسلّمہ حدود کو مسمار کر دیا گیا جو دین اسلام کی پہچان تھیں اور جن پر قرون اولیٰ سے مسلم امہ کا متفقہ اجماع بطریق تواتر چلا آرہا تھا۔

بد قسمتی سے پاکستان میں انکار حدیث کے فتنۂ عظیم کی بنیاد انڈین سول سروس کے ایک ملازم

"پرویز" (۱) نے رکھی جس نے اپنے آپ کو ایک جدید مفکر قرآن کی حیثیت سے متعارف کروایا اور اپنی تحریک کا نام "بزم طلوع اسلام" رکھا۔ بظاہر یہ نام اقبال کی ایک نظم سے ماخوذ ہے، لیکن حقیقت میں اقبال کی شہرت و اثر سے فائدہ حاصل کرتے ہوئے عوام الناس کے ذہنوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کا محض یہ ایک حیلہ تھا۔ اسی طرح ارباب اختیار اور بیورو کریسی تک اپنا اثرورسوخ پیدا کرنے کے لیے سیاق و سباق سے عاری "پرویز" کے نام "محمد علی جناح" کے ایک عمومی خط کی تشہیر کی گئی تاکہ تحریک پاکستان اور محمد علی جناح سے پرویز کا تعلق ثابت ہو سکے۔ اس طرح سے سیاسی رخ سے لوگوں کو متاثر کرنے کی کوشش کی گئی۔ چنانچہ ایوب خان کی حکومت کی سرپرستی میں "بزم طلوع اسلام" کی پرویزی تحریک ایک منظم شکل اختیار کر گئی۔ جس کے تحت پرویز نے اپنی متعدد تصانیف اور لیکچرز کے ذریعے دین اسلام کا نیا نقشہ پیش کیا جس کا حقیقت اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں تھا۔ یہ نقشہ باطل و گمراہ کن اور اسلام دشمن پرویزی نظریات پر مبنی تھا جن میں حجیت حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نفی کی گئی۔ صلوٰۃ، جن و ملائکہ، جنت و دوزخ، وجود آدم، اسراء و معراج، اطاعت رسول، معجزات رسول کے متعلق تمام متفقہ، معروف و مروج تصورات اور مسلمہ حقائق کا یکسر انکار کیا گیا جو فی الحقیقت طریق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت اور ضروریات دین کا کھلا انکار تھا۔

پرویزی تحریروں میں احادیث کے متعلق انتہائی گستاخانہ اور استہزا پر مبنی لب و لہجہ اختیار کیا گیا اور بڑی شدومد سے ان افکار و نظریات کی تشہیر کی گئی۔

دین حق کے خلاف اس ننگی جارحیت پر علمائے حق خاموش نہ رہ سکے، انہوں نے مختلف ذرائع سے پرویزی افکار کی تردید کی اور مسلمانوں کو اپنے ایمان کی حفاظت کے لئے خبردار کیا۔ اس وقت کے مفتی اعظم پاکستان مولانا ولی حسنؒ اور مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ نے پرویزی افکار و نظریات پر مبنی استفتاء تیار کر کے تمام مکاتب فکر کے علماء نیز علماء عرب و عجم سے فتویٰ طلب کیا جس پر تمام حضرات نے متفقہ طور پر، پرویز کو کافر و مرتد قرار دیا اور اس کی تفصیل "فتنۂ انکار حدیث" کے نام سے کتابی شکل میں عوام الناس کے استفادے کے لیے شائع کردی گئی۔ اس طرح سے ایک کثیر تعداد فتنہ پرویزیت کا شکار ہونے سے بچ گئی۔ (۲)

پرویز کی موت کے بعد یہ فتنہ کچھ عرصے تک بظاہر خوابیدہ رہا، لیکن ایسا لگتا ہے کہ یہ اندر ہی اندر اپنے مکروہ عزائم کی تکمیل کے لئے سرگرم عمل رہا۔ آج کے دور میں جبکہ الیکٹرانک میڈیا نے دنیا کو سکیڑ کر رکھ دیا ہے اور طاغوتی طاقتوں نے حقوق انسانی، آزادی تقریر و تحریر کے نام نہاد نعروں کے ساتھ عالم اسلام کے

---

(۱) نام ہی منحوس ہے۔ ایران کے ذلیل بادشاہ "پرویز" نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خط مبارک پھاڑ دیا تھا اور توہین کی تھی۔ ہمارے ہاں جو لوگ آج اپنے بچوں کے نام "پرویز" رکھ رہے ہیں۔ وہ یہ سوچ لیں کہ روز محشر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش ہو سکیں گے؟۔ مسلمان بھائیوں سے درخواست ہے کہ اس ذلیل نام کو ترک کریں اور جن لوگوں کے نام "پرویز" ہیں وہ فوراً اپنا نام بدل کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ناموں میں سے کسی نام کو اختیار کرلیں۔ (مدیر) **(۲) حاشیہ اگلے صفحہ پر دیکھیں۔**

دینی معاملات میں بے جا مداخلت کرتے ہوئے مسلمانوں کی صفوں میں موجود منافقین کی کھلم کھلا سرپرستی شروع کر دی ہے، فتنہ پرویزیت پہلے سے زیادہ شدومد کے ساتھ فعال ہو کر ابھرا ہے اور نہایت تیزی سے پاکستان اور پاکستان سے باہر بیشتر ممالک میں پاکستانی مسلمانوں کے ایمان کو مسموم کرنے کے منصوبے پر عمل پیرا ہے۔ اس سلسلے میں اندرون ملک دور دراز اور بیرون ملک بڑے بڑے شہروں میں انکے سیکڑوں مراکز قائم ہو گئے ہیں۔ جہاں ویڈیو اور آڈیو کیسٹوں کے ذریعے پرویزی افکار و نظریات کی تشہیر کی جاتی ہے اور جدید الیکٹرانک میڈیا کی سہولیات سے مسلمانوں کو اپنے جال میں پھنسا کر گمراہ کیا جا رہا ہے اور انہیں پرویزی کیسٹیں، پمفلٹ، رسالے اور دیگر لٹریچر فری مہیا کیا جاتا ہے۔ مقتدر شخصیات کے پتے حاصل کر کے ان کو ماہانہ رسالہ "طلوعِ اسلام" اور پرویزی لٹریچر مفت ارسال کیا جاتا ہے اور اس طرح سے وسیع پیمانے پر گمراہی و الحاد پھیلانے کی تحریک چلائی جا رہی ہے۔ علاوہ ازیں قومی و ثقافتی تہواروں کی آڑ میں مخلوط اجتماعات منعقد کیے جاتے ہیں جن میں نوجوان طلبا اور دیگر متمول لوگوں کو مدعو کیا جاتا ہے اور سیاسی و سماجی شہرت کی سرکاری اور غیر سرکاری شخصیات کو بطور مہمان خصوصی بلوا کر انکی سماجی، سیاسی اور سرکاری حیثیت سے لوگوں کو متاثر کیا جاتا ہے اور ان شخصیات سے پرویز اور بزم طلوع اسلام کی تعریف میں بیان دلوا کر اپنے اسلام دشمن عزائم کی تکمیل کے لیے راستہ ہموار کیا جاتا ہے۔ انہی اجتماعات میں پرویزی افکار و نظریات کی تشہیر بھی کی جاتی ہے اور آخر میں پرویزی لٹریچر فری تقسیم کیا جاتا ہے۔ یاد رہے کہ پرویزی اجتماعات مخلوط ہوتے ہیں اور ان میں تفننِ طبع کے لیے ہلکی پھلکی موسیقی کا اہتمام بھی ہوتا ہے کیونکہ موسیقی ان کے ہاں فطرت انسانی کی ضرورت کے بطور جائز بلکہ ضروری ہے۔

ملک اور ملک سے باہر پاکستانی اسکولوں میں پرویزی لٹریچر وسیع پیمانے پر بھیجا جاتا ہے تاکہ نوخیز طلبا کے ذہنوں کو مسموم کیا جائے۔ طلبا تک رسائی کے لیے مشنری طرز پر ان کو وظائف کی پیش کش بھی کی جاتی ہے۔ اس طریقے سے قادیانیوں کی طرح ایک پرویزی کلاس وجود میں لانے کا مشن پرویز تحریک کا مدعا و مقصود ہے۔

پرویزیوں کے ملکی اور غیر ملکی سطح پر وسیع نیٹ ورک، لٹریچر کی ترسیل و تقسیم، دفاتر و مراکز کا قیام، وسیع شعبۂ اشاعت، انٹرنیٹ اور سیٹلائٹ ٹی وی کا استعمال، پر تکلف اجتماعات کی تکمیل کے لئے فنڈز

(حاشیہ گذشتہ صفحہ)

(۲) مفکر اسلام، جانشین امیر شریعت حضرت سید ابوذر بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تحریروں اور بے شمار تقاریر میں پرویزی تحریک کا تجزیہ کرتے ہوئے فرمایا:

"اسلام کو نقصان پہنچانے والی تحریکوں کی اکثریت ایسی ہے کہ ان کے بانیوں نے قرآن اور حدیث کو ہی بنیاد بنا کر مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کی ہے دجل اور تلبیس، ان تحریکوں کی بنیاد ہے۔ پرویزی تحریک کمیونسٹوں کا شعبۂ اسلامیات ہے۔ اسلام کا نام لے کر، قرآن کی دعوت کی آڑ میں مسلمانوں کو انکارِ سنت اور انکارِ حدیث جیسے کفریہ نظریات کا حامل بنانا پرویز کا نصب العین ہے"۔ (مدیر)

کہاں سے آتے ہیں؟ یہ تحقیق طلب مسئلہ ہے۔ لاہور میں جوہر ٹاؤن کے علاقے میں لب سڑک و نہر وسیع و عریض بیش قیمت قطعہ اراضی کیسے حاصل کیا گیا؟ یہ بھی ابھی تک ایک راز ہے۔ ایسی تمام سرگرمیاں تحقیق کی متقاضی ہیں کہ وہ کیا عزائم ہیں جن کی تکمیل کے لیے اتنے بڑے پیمانے پر کام ہو رہا ہے اور اس کی پشت پناہی میں کون سی قوت کارفرما ہے؟ بظاہر دینی کام کی آڑ میں سیاسی شخصیات اور بیورو کریسی کو شریک کر کے کیا مقاصد حاصل کیے جاتے ہیں؟ اور اس تحریک کے محرکین کے ملک سے باہر کہاں کہاں روابط ہیں؟ طلوع اسلام کی تحریک جو انڈین سول سروس کے ملازم غلام احمد پرویز نے "انکار حدیث" کے فلسفے پر اپنے گھر کے صحن سے شروع کی، اسے پاکستان میں کونسی طاقت کیونکر پھیلا رہی ہے؟ اپنے ناپاک عزائم کی تکمیل کے لیے "بزم طلوع اسلام" کو نئے سرے سے اس وسیع پیمانے پر منظم کرنے میں کن لابیوں کا ہاتھ ہے؟

یہ تمام سوالات اہل حق کو دعوت فکر دے رہے ہیں۔ تحریک پرویزیت، قادیانیت کی طرح نظریہ پاکستان کی کھلی نفی ہے اور اندیشہ ہے کہ آئندہ چل کر یہ تحریک، قادیانیت کی طرح ملک و قوم کے لئے ایک چیلنج بن جائے گی، کیونکہ ان دونوں میں قدر مشترک یہ ہے کہ اوّل الذکر کی بنیاد انکار ختم نبوت پر رکھی گئی ہے اور ثانی الذکر انکار حجیت حدیث و سنت پر مبنی ہے۔ یہ دونوں باطل نظریے ایسے ہیں جن کا مقصد مسلمانوں کی مرکزیت کو ختم کرنا ہے۔ پرویزیت حقیقت میں قادیانیت کا دوسرا روپ ہے۔

اسلام کی سنہری تاریخ اس حقیقت پر شاہد ہے کہ جب اور جہاں، کبھی بھی دین حق کے خلاف خارجی فتنوں نے سر اٹھایا، علمائے حق نے فوراً اس کی سرکوبی کے لیے اپنا کردار ادا کیا کیونکہ وہی وارث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور دین کی حفاظت کے لئے جدوجہد ہمیشہ ان کا مطمح نظر رہا ہے۔ سنت صدیقی نے بھی یہی راستہ متعین کیا ہے کہ مسیلمہ کذاب اور منکرین زکوٰۃ کے اوّلین فتنوں کا اسی طرح سے قلع قمع کیا گیا تھا۔

فتنہ پرویزیت کی سنگینی کے پیش نظر کویت میں شیخ الحدیث مولانا سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ (دارالعلوم نعمانیہ ڈیرہ اسماعیل) کے صاحبزادے اور انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کویت کے مرکزی صدر مولانا ڈاکٹر احمد علی سراج نے اپنی ذمہ داری کے پیش نظر "فتنۂ پرویزیت" کا تعاقب کیا اور بڑی جدوجہد سے پرویز کی گمراہ کن، اور اسلام دشمن تحریروں کا عربی میں ترجمہ کروا کر کویت کی وزارۃ الاوقاف کو پیش کیا جس پر علمائے کویت کی ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جس نے متفقہ طور پر "پرویز" اور اس کے پیروکاروں کو کافر و مرتد قرار دے دیا اور اس فتویٰ کی روشنی میں پرویزیوں کو اپنا مرکز بند کرنا پڑا اور اس طرح ان کی اسلام دشمن سرگرمیاں اپنے انجام کو پہنچ گئیں۔

عامۃ المسلمین چونکہ وسیع پیمانے پر پرویزیت کا شکار ہو کر گمراہ ہو رہے ہیں، جس کی روک تھام علمائے حق کا فریضہ ہے ہمیں بھی چاہیئے کہ اس فتنہ کی سنگینی کا نوٹس لیں اور پاکستان میں اس گمراہی کو پھیلنے سے روکنے کے لئے ضروری اقدام کریں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم آفتابِ رسالت ہیں
اب اندھے کانے بتیوں کی ضرورت نہیں۔

حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کا ایمان افروز خطاب

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

حضرت امیر شریعت، خطیب الامت، بطلِ حریت بانیٔ احرار سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کے ۳۸ویں یوم وصال کے حوالے سے گلہائے عقیدت و محبت پیشِ خدمت ہیں۔
حضرت امیر شریعت رحمہ اللہ نے دین اسلام اور ملک و ملت کے لئے جو عہد ساز خدمات انجام دیں ان کا احاطہ تو ممکن نہیں تاہم اس گوشہ میں شامل مضامین ان کی یاد میں لہو گرم رکھنے اور ان کے مشن کو جاری رکھنے کا اک بہانہ ضرور ہے (ادارہ)

حضرات! اس اجتماع میں کل سے جو باتیں ہم سب سن رہے ہیں میں نہیں سمجھتا یہ بحث کیا ہے؟ سچا تھا، جھوٹا تھا، نبی تھا، نہیں تھا، عیسیٰ علیہ السلام تھا، مہدی تھا، مجدد تھا، ایسا تھا ویسا تھا، گرتا یا مٹی کے ڈھیلے تھے، یہ باتیں میری سمجھ سے تو بالا ہیں۔ یہ ایک مصیبت ہے، استرے کی مالا ہے جو گلے میں پڑ گئی ہے۔ مرزا قادیانی نہ جھوٹی نبوت کا دعویٰ کرتا اور نہ یہ بحث چھڑتی۔

یہاں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جلسہ منعقد ہوا ہے، سیرت کے مقدس تذکرے میں مرزا قادیانی کا نام لینا سخت گستاخی اور اہانت سمجھتا ہوں

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

میں جب قرآن پاک کی تلاوت کرتا ہوں تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ ارتقاء کی منزلیں طے ہو رہی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم "جوامع الکلم" کا کلام پڑھتا ہوں تو علوم و معارف کا بحرِ ناپیدا کنار سامنے آ جاتا ہے۔ فقہاء کرام ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان پیش نظر رکھ کر بات کرتے ہیں اور ایک یہ آیا ہے گور داسپور میں پچاس الماریوں والا

نادیدنی کی دید سے ہوتا ہے خونِ دل
بے دست و پا کو دیدۂ بینا نہ چاہئے

مرزا قادیانی کیا، اگر نبی کے نواسہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ بھی نبوت کا دعویٰ کرتے، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی نبوت و رسالت کی دعویدار بن جاتیں (جو کہ ناممکنات میں سے ہے اور کوئی اس کا تصور بھی

نہیں کر سکتا) تو کیا ہم مان لیتے؟ (نعوذ باللہ)

امت میں اس عنوان پر کبھی صدق و کذب کی بات ہوئی ہے نہ بحث و مذاکرہ۔ یہ مسئلہ اور یہ عنوان تو بحث و مناظرے کا نہیں، تلوار کا ہے۔ اور پہلے خلیفہ راشد امیر المومنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے صدق و کذب کی بحث نہیں چھیڑی تھی ارتداد کا خاتمہ کرنا اور بیخ و بُن سے اکھاڑ کے ایسے فتنوں کا ہمیشہ کے لئے سد باب کرنا "امیر المومنین" کے فرائض منصبی میں شامل ہے۔

دین و مذہب کے مقاصد

حضرات محترم! دین و مذہب کے دو مقاصد ہیں۔ دنیا میں فلاح و کامیابی اور آخرت میں نجات۔ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو انہی مقاصد کی تعلیم دی ہے۔ کسی خاص علاقے، کسی مخصوص قریہ اور بستی اور کسی ایک ملک کے لئے مبعوث نہیں فرمائے گئے تھے بلکہ پوری کائنات انسانی کے لئے خدا تعالیٰ کا آخری پیغام لے کر آئے تھے۔

وما ارسلناک الا کافتہ للناس بشیرا و نذیرا

کہ اے پیغمبر! تیرا دائرہ نبوت و رسالت پوری دنیائے انسانیت تک وسیع ہے

بحمد للہ! قرآن کریم کی ایک سو سے زائد آیات کریمہ اس کے ثبوت کے طور پر پیش کر سکتا ہوں۔

رحمتہ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کل جہانوں کے ہادی و مرشد بن کر تشریف لائے ہیں اور حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ فرماتے ہیں اگر زمین کے علاوہ کسی اور کُرے میں یا کسی اور سیارے پر انسانی زندگی موجود ہو تو حضور سید المرسلین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لئے بھی نبی اور رسول اور ان کے ہادی و مرشد ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم تک کوئی بھی نبی اور رسول دنیاوی تعلیم کی اساس پر لکھا پڑھا، مبعوث نہیں فرمایا.... اور ایسا شخص نبی کیسے ہو سکتا ہے جو کسی استاد کے سامنے زانوئے ادب تہہ کرے، اس کے استاد کا درجہ بہر حال شاگرد سے بلند ہوگا، اسی طرح کوئی نبی مصنف نہیں ہوتا کہ وحی و الہام کی باتیں خود تصنیف کر کے لوگوں سے کہدے کہ یہی وحی الٰہی اور کلام الٰہی ہے۔ نبی تو اللہ کا کلام سنانے آتا ہے، اپنی کتابیں لکھنے نہیں آتا۔

مگر انگریز نے یہاں ایک کتب فروش، ایک پانچویں فیل شخص کو، مدعی بنایا ہے۔ جس نے شروع میں یہ کہا تھا کہ میں براہین احمدیہ کی پچاس جلدیں لکھوں گا۔ ان پچاس جلدوں کی قیمت پیشگی وصول کر کے صرف پانچ جلدیں لکھ کر اعلان کر دیا کہ پچاس اور پانچ میں صرف ایک صفر ہی کا فرق تو ہے بس میرا وعدہ پورا ہو گیا۔

تکمیل نعمت

انسانوں کی ہدایت کے لئے اپنے اوقات اور اپنے اپنے علاقے میں بے شمار نبی اور رسول تشریف لائے۔ ہر نبی اور رسول اپنے بعد آنے والے نبی اور رسول کی بعثت کا اعلان بھی کرتا رہا۔ مگر آمنہ کے لال،

ہادی کامل صلی اللہ علیہ وسلم کی باری آئی تو اللہ تعالیٰ نے اعلان فرما دیا۔

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین

کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر اور خاتم النبیین ہیں۔

یہ عقیدہ ختم نبوت ہی کے تحفظ کی بات تھی جس کے لئے حضرت امیر المومنین صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ایک جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کے مقابلے اور فتنہ انکار نبوت کی ہمیشہ کے لئے سرکوبی اور سدّباب کی خاطر نبوت کی گود میں پلے ہوئے ایک ہزار کے قریب صحابہ کرام کی شہادت قبول کر لی۔ مگر کسی کذاب و دجال کا وجود برداشت نہ کیا۔

میں پوچھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے جب

الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا

نازل کر کے اپنی تمام نعمتوں کی تکمیل کر دی اور دین اسلام کو آخری دین و مذہب کے طور پر منتخب کر لیا اور اپنا پسندیدہ دین قرار دیا ہے تو اب کس ضرورت کے لئے نئے نبی کی جانب نگاہ اٹھانے کی گنجائش رہ جاتی ہے۔ وہ کون سا مسئلہ ہے جسے حل کرنے کے لئے اسلام بے بس اور معذور ہے۔ اور "نعوذ باللہ" مرزا قادیانی اس کا حل پیش کرنے پر مجبور ہوا ہے۔

یاد رکھو! آفتاب رسالت کی موجودگی میں ٹمٹماتے چراغوں اور اندھی کانی بتیوں کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں، میں ارباب حکومت سے بھی کہوں گا کہ اس ملک میں اگر مرزا قادیانی کی جھوٹی نبوت کی تبلیغ جرم نہیں تو حضور خاتم الانبیاء، حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی عظمت بیان کرنے سے مجھے کوئی نہیں روک سکتا۔ اور اگر کسی نے میرا راستہ روکنا چاہا تو اپنے انجام کی وہ خود فکر کرے مجھے اس کی کوئی پروا نہیں۔ پھر جو ہونا ہے وہ ہو جائے گا اور جو ہو گا دیکھا جائے گا۔

(جنوری ۱۹۵۰ - بہاولپور میں خطاب)

بقیہ از ص ۲۵

طرف سے تھپکی کے بعد میں نے کسی کو وقعت ہی نہیں دی۔ حضرت پیر صاحب کے دور میں ایک اور ادبی شخصیت نکھر اور ابھر کر سامنے آئی۔ حضرت پیر صاحب انہیں ہمیشہ ڈھیروں دعائیں دیتے رہے۔ آج وہ شخصیت میرے گجرات کا بہنہ ماتھا ہے۔ میرے شہر کی پہچان ہے۔ شعر و ادب کے دبستانِ گجرات کی آبرو ہے۔ اس ہستی کا اسم گرامی، پروفیسر شریف کنجاہی ہے جو پنجابی زبان و ادب کے آسمان پر اپنی کہکشائیں سجائے ہوئے ہیں۔ حضرت امیر شریعتؒ کے ساتھ انہیں بھی گہری عقیدت ہے۔ وہ بھی بہت سی خفی و جلی کیفیات کے امین ہیں۔ موقع ملا تو ان سے مل کر بھی کچھ یادیں رقم کریں گے۔ (انشاء اللہ)

سید محمد یونس بخاری

شاہ جیؒ اور خطۂ گجرات

پرسوں کی "اودے نگری" کل کا "اکبر آباد" اور آج کا "گجرات" بقول سرسید "خطۂ یونان" ہے۔ یہ بڑی مردم خیز دھرتی ہے۔ ہمہ نوعی گرانڈیل اور شہرۂ آفاق شخصیات کا خمیر اس دھرتی سے اٹھا، یا ان کی اس سے نسبت رہی۔ ان میں استعماریت کے قد آور ایجنٹ بھی تھے اور استخلاصِ وطن کی جدوجہد میں ہمہ تن معروف جگرِدار بھی۔ علماء، فضلاء، ادباء، شعراء اور سیاستدانوں کی ایک لمبی ڈار اپنے اپنے پسندیدہ محاذ پر معروف کار تھی۔ ایک طرف چودھری فضل علی خان آف اجنالہ، تاج برطانیہ کے ساتھ وفاداری بشرطِ استواری رکھ کر "سر" کا خطاب لئے نئی نئی نوابی کے مزے لوٹ رہے تھے۔ مدینہ سیداں، کھنا نوالی اور مرالہ سے خانوادۂ سادات کے کئی ایک چشم و چراغ بھی سر فضل علی کے نقش قدم پر چل کر "ننگ دین ننگ وطن" بن چکے تھے۔ تو دوسری طرف حضرت پیر فضل گجراتی، حکیم عبداللطیف عارف، ڈاکٹر عبدالقادر قریشی اور ان کے احباب لوگوں میں قیدِ افرنگ سے نجات کے لئے ولولہ تازہ پیدا کر رہے تھے۔ ان حریت کیش رفیقوں کے سپریم کمانڈر سادات کرام ناگڑیاں کے عظیم سپوت خطیب الامت، بطلِ حریت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری تھے۔ پیر فضل حسین گجراتی بلاشبہ اپنے دور میں پنجابی کے استاد الشعراء تھے۔ اپنے طوفانی اسفار کے دوران شاہ جی جب گجرات تشریف لاتے حضرت پیر جی سے ان کی ملاقات از بس لازم ہوتی۔ عالمی استعمار کا سب سے بڑا باغی، برصغیر کا جید عالم دین، ممتاز ادیب، شعلہ نوا خطیب، شاد عظیم آبادی کا شاگرد رشید صاحب طرز شاعر جب پنجابی زبان میں نظم و غزل کے شاعر ہفت اقلیم کے ساتھ بزم آراء ہوتا ہوگا تو کیسا منظر ہوگا۔ راقم کو حضرت پیر صاحب کے ایام آخر میں ان کی خدمت کرنے اور ایسی یادگار زمانہ محفلوں کے تذکار سننے کا موقع ملا۔ ہر طویل واقعہ سنانے کے بعد وہ بچشم نم بے اختیار فرماتے۔

"بائے بائے! پترا کی دساں، شاہ جی ورگا سخن ور تے سخن فہم میں پوری حیاتی وچ نئیں ڈٹھا۔ او تے اللہ میاں دی ٹردی پھردی نعمت سن"۔

پیر صاحب کا ایک شعر ہے۔

سخنور ہر دور وچ کوئی نہ کوئی
رب بخشدا رہیاے گجراتیاں نوں

فی الحقیقت حسب حال ہے۔ گجرات شہر سے پچیس کلو میٹر کے فاصلے پر ایک چھوٹی سی گمنام بستی "ناگڑیاں" آج چاردانگ عالم میں مشہور۔ صرف ایک شخص کے طفیل جو اقلیم خطابت کا شہنشاہ ایک قلندر کی طرح مرد خود آگاہ...... ایک سرمست درویشِ خدا...... امتِ مسلمہ کا ہر گھڑی خیر خواہ...... استعمار کے

مقابل ہمہ تن زباں سید جناگاہ....... مثل خرام صبا....... بلبل رنگیں نوا....... دل میں عشق پیغمبر آخریں رچا....... لاجرم! وہ شیر وغا....... وہ سید آتش نوا....... انگریز اس کے خوف سے لرزیدہ پا....... وہ صاحب صدق وصفا ہستی ہے سید عطاء اللہ شاہ....... خطہ گجرات اس کے نام پر نازاں اور ہر صاحب بصیرت اس کے ذکر پر شاداں و فرحاں۔

پیر صاحب نے بتایا گجرات شہر میں مسلمانوں کے سب سے پہلے تعلیمی ادارے "آزاد مسلم ہائی سکول" کے قیام کا مرحلہ درپیش تھا۔ شاہ جی گجرات میں خاصا وقت دے رہے تھے....... کبھی حکیم عارف مرحوم کے ہاں اور اکثر حاجی غلام سرور کاشمیری کے گھر خاصی محفلیں لگتیں....... ۱۹۳۵ء میں غالباً سکول کا سنگ بنیاد رکھنے کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔ میں بھی اس تحریک میں حصہ دار تھا....... سرور کاشمیری کے گھر محفل لگی۔ شیخ کرامت اللہ مرحوم نے کہا "حضرت جی: پیرہوری وی آئے ہوئے نیں"۔ یہ سنتے ہی سید صاحب نے ایک خاص ترنگ میں آکر کہا "پیرا! اج تے گڑ گنیج مچن گے۔ کجھ ہو جائے فیر۔" میں نے اپنی تازہ غزل سنانا شروع کی۔

دسنوں سوز فرقت نے بخشے نے جھیڑے او چھالے تے بیٹھک چھپاندا رواں دا
کدوں تیک پیواں دا اتھرو میں اپنے کدوں تیک ہو کے دہاندا رواں دا
میں ہاں تیری نازک مزاجی دا جانوں، دل ہتھوں برے طور مجبوراں میں
میں دستک دی تکلیف دیندا رواں دا میں آواز دے کے بلاندا رواں دا
دل اپنا خوشی نال دے کے کسے نوں کوئی ہور ہی ہون گے رون والے
میں ہاں فضل تیرے تری دلبری دے جدوں تیک جیواں دا گاندا رواں دا

غزل ختم کر کے میں نے دیکھا شاہ جی عجیب نظروں سے دیکھ رہے ہیں۔ یک دم میرا ہاتھ پکڑ کر زور سے جھٹکا دیا اور کہا۔

"پیر جی ایہہ تے اساں فقیراں دا ای حال احوال کہہ چھڈیا جے پر ایہہ تے دسو تہانوں میری کہانی کیویں لبھی: پر چھڈو! تسی کجھ ہور سناؤ"

ان کی زباں سے نکلی ہوئی ہر بات میرے لئے حکم کا درجہ رکھتی تھی۔ میں نے مجموعی طور پر آٹھ غزلیں اور دس دوہے سنائے یہ سب کچھ انہوں نے تین تین چار چار دفعہ سنا، بے ساختہ داد دیتے دیتے ان پر رقت طاری ہو جاتی اور محفل میں بیٹھا ہر شخص نم دیدہ ہو جاتا۔ آزاد سکول کے افتتاح والے دن تو عجیب تماشا ہوا مجھے حکم ہوا نعت سناؤ۔ میں نے اپنے مخصوص دھیمے انداز میں نعت کا آغاز کیا۔

بھلیو بھلی نے ایس جہان اندر بھلے نیں پر میری سرکار ور گے"

شاہ جی کی آواز آئی "فیر آکھو" میں نے پھر پڑھا پھر صدا بلند ہوئی "اک وار فیر پڑھو" میں نے پھر

پڑھتے ہوئے مڑ کے دیکھا تو شاہ جی کا چہرہ آنسوؤں سے تر، ہچکی بندھی ہوئی اور حکم دیا کہ بس یہی پڑھتے جاؤ اور میں بار بار یہی مصرعہ پڑھتا رہا۔ امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد نے شاہ جی کو بازوؤں میں لے لیا وہ بچوں کی طرح رونے لگے۔ شیخ عطاء محمد نے مجھے اشارہ کیا اور میں سٹیج سے اتر آیا۔ شیخ عطا محمد مرحوم ان دنوں انجمن کشمیریاں گجرات کے چیئرمین تھے اور مسلمانوں کے اس اکلوتے ادارے کے لئے انہوں نے یہ جگہ اپنی انجمن کی طرف سے بطور عطیہ دی تھی۔ سکول میں لگی سنگ مرمر کی تختی آج بھی اس کی شاہد ہے۔

شاہ جی کے ایک انتہائی عقیدت مند تھے مولوی عبداللطیف افضل ان کا نام تھا۔ پنجابی کے شاعر تھے مزاحیہ شاعری بھی کرتے تھے۔ آجکل کے ممتاز مزاح نگار پروفیسر انور مسعود کے شاید حقیقی ماموں تھے۔ حضرت پیر صاحب نے بتایا کہ ان کی بیٹھک میں ایک دفعہ زبردست انجمن آرائی ہوئی، مولوی صاحب نے مرزا قادیانی کے متعلق اپنی نظمیں اور انگریزوں کے خلاف چو مصرعے سنا کر خوب داد و تحسین حاصل کی۔ حکیم عارف صاحب استاد امام دین کو بھی ہمراہ لائے تھے انہوں نے فرنگیوں کے متعلق کئی نظمیں سنائیں جن سے تمام اھل محفل بہت محظوظ ہوئے۔ شاہ جی کی داد کی وجہ سے یہ نظمیں گجرات کے بچے بچے کی زباں پر آ گئی تھیں۔ پھر اچانک استاد امام دین نے انگریز کے خلاف لکھنا چھوڑ دیا بلکہ پہلے والی نظموں کی بابت بھی یہ کہہ دیا کہ میرا ان سے کوئی تعلق نہیں۔ میرا اپنا بھی نوابزادہ چودھری مہدی علی خان مرحوم سے بڑا گھرا دوستانہ تھا مگر میں عمر بھر استعماریت کا ہمنوا نہ ہو سکا۔ بہر حال میں نے بھی اس محفل میں اپنی غزل سنائی۔

اوہلے وچ جس دے ہونڈیاں نے غرضاں اوہ الفت ٹھیک نئیں
جس پاروں کڈھے جاندے نے مطلب اوہ چاہت ٹھیک نئیں
میں بے بہاری بارش دے آونے دا مطلب تاڑ گیاں
ایہہ توبہ میری بھنے گی بارش دی نیت ٹھیک نئیں
بیمار ترے نوں دیکھ کے تے پیئے آکھن والے آندے نیں
اللہ دے رنگ نیارے نے پر ظاہری حالت ٹھیک نئیں
اے واعظ ذوق تہاڈے نوں کی نور نمازی آکھن دے
ہر جمعے کہانی حوراں دی پا بہناں حضرت ٹھیک نئیں

پیر صاحب نے کہا کہ ان اشعار پر وارثانِ منبر رسول خاص طور پر مجھے سخت کوسنے دے رہے تھے مگر حضرت امیر شریعت نے جس طرح داد دی اور میرا حوصلہ بڑھایا اس کی مثال نہیں ملتی۔ کیونکہ شاہ جی کی

بقیہ ص ۲۲ پر

بیادِ امیر شریعتؒ حکیم عبداللطیف عارف مرحوم

سید عطاء اللہ شاہ بخاری ۔۔۔ اور ۔۔۔ پیر فضل گجراتی

پیر فضل گجراتی پنجابی شاعری میں ایک مستند نام ہے۔ ان کا شمار پنجابی کے استاد شعراء میں ہوتا ہے۔ بلاشبہ وہ پنجابی غزل کے مجدد ہیں۔ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ سے پیر صاحب مرحوم بے پناہ عقیدت و محبت رکھتے تھے اور حضرت شاہ جی ان کی شاعری کے اعلیٰ قدر دان تھے۔ ذیل کا مضمون دونوں شخصیتوں کے ایک سچے ارادت مند حکیم عبداللطیف عارف مرحوم کے قلم سے ہے۔ (ادارہ)

اکبر آباد (حال گجرات) جسے شاہدولہؒ کی نگری بھی کہتے ہیں۔ مردم خیزی کے لحاظ سے ہر دور میں معروف ہے۔ بیسویں صدی عیسوی کے گزشتہ ساٹھ سالوں میں جہاں منڈا پہلوان (رستم ہند) سائیں کرم الٰہی (کانواں والے) سید عطاء اللہ شاہ بخاری (امیر شریعت) نواب سر فضل علی (بانی زمیندار کالج) اور استاد امام دین سے شہرت دوام کے صحائف خمسہ میں زندہ دلی کا فخر و امتیاز حاصل ہوا۔ وہاں پنجابی ادب کے میدان میں سوہنی کے دو شاعر سائیں فروز اور فضل حجام بھی خاص مقام کے مالک ہیں۔ لیکن دربار تصوف کے وجدانی شاعر پیر فضل کا اندازِ بیان سب سے انوکھا۔ نہایت ہی دلکش اور مسور معلوم ہوتا ہے۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ۱۹۲۳ء میں جب سید عطاء اللہ شاہ بخاری (تحریک خلافت کے سلسلہ میں) میانوالی جیل سے رہا ہونے کے بعد گجرات تشریف لائے تو میرے ہی مکان پر ایک مجلس میں پیر فضل صاحب بھی موجود تھے۔ شعر و شاعری سے بزم کا نقشہ بدل دینا شاہ صاحب کی افتادِ طبع کا معمولی کرشمہ تھا۔ کسی نے پیر فضل صاحب کے کلام کی جو تعریف کر دی تو شاہ صاحب نے فرمایا:

اچھا پیر صاحب کچھ اب سنا ہی دیجیے

پیر صاحب نے حسب الحکم اپنی غزل سنانا شروع کر دی۔ ایک شعر کئی کئی بار سنا گیا۔ جو شاہ صاحب کے لئے تیر و نشتر بن کر چبھتا گیا۔ شاہ صاحب وجد میں آ کر خوب روتے اور دیر تک روتے رہے۔ غزل تھی

جام اجل دو ہنہ دو ۔۔۔ ستیں پئے منگن پیاسے جو تیری ملاقات دے نیں
تیرے مٹھیاں لباں دی قسم ہینوں اوہ شوقین گھٹ آب حیات دے نیں

کر گئی رخ روشن اتوں ہٹیاں ایں منتشر پریشانیاں میریاں نوں
تیری زلف سیاہ دے وچ مخفی جلوے لیلۃ القدر دی رات دے نیں

دسنے جہناں نوں ویکھ جہاں رووے تو اوہ ویکھ جہان دے دل ہسن
کیے خندہ پیشانی دی یاد اندر اٹھ کے رووں والے پچھلی رات دے نیں

ڈِگاپی میخانے دے در اَگے او ہناں چک لیا آکھ کے بسم اللہ
زاہد من گیا تیرے توں بہت چنگے نیڑے رہن والے خرابات دے نیں
قاتل ویکھ شہیداں دے ول رووے نالے ہسدا نے نال تماشہ بیناں
قتل گاہ دے وچ اج صاف ہو گئے جو راز حیات ممات دے نیں
میں جو درد فراق دے مزے لُٹاں رب اوہناں دے کدوں نصیب کیتے
من لیا رقیب رقیب ای نیں پر شریک کوئی میری برات دے نیں؟
دلا بھولیا توں ہنوں لے ڈبائیں دس ضبط اینے کتھوں سیکھیونی
جے او کرن شوخی تو بھی چھڑیا کر کل امر مرہون اوقات دے نیں
دل تے آکھدا نے فضل پٹ چھیر لئے مینوال دی کریئے مثال قائم
پلے کھڑے دے باہجہ پر ٹھلڈے نہیں بن محبوب جو شہر گجرات دے نیں

(ماہنامہ مہر و ماہ، لاہور، جولائی، اگست ۱۹۶۵ء)۔

...یرتی ۲۹

چائے کے بہت رسیا تھے۔ اور معلوم ہے کہ بغیر شکر کے چائے وہ لطف پیدا نہیں کر سکتی۔ ڈاکٹر صاحبان نے سکرین کی اجازت دے رکھی تھی مگر شاہ جی اکثر چائے کی پیالی میں ایک چٹکی نمک کا ڈال کر نوش فرماتے اور خوب مزے لے لے کر چسکیاں بھرتے۔

میں عمر میں ان کے بیٹوں کے برابر ہوں، مگر جب کبھی میں نے کوئی طبی مشورہ دیا کوئی غذائی پرہیز بتائی، تو اس پر اس طرح عمل کیا کہ جیسے ایک حاکم کا حکم ہو۔ خوف اور جبر کی بنا پر نہیں بلکہ خلوص اور اطاعت کے جذبہ میں سرشار ہو کر بلکہ بعض اوقات میں ان کے اس جذبہ تعمیل کو دیکھ کر نادم ہوتا تھا کہ کیوں خواہ مخواہ قید لگائی۔

مرض کا جب غلبہ ہوا تو میں نے ہر طرح کے کھانے کی اجازت دے دی مگر کیا مجال جو قدم کو لغزش ہو۔ اسی طرح بدستور شوربا اور چپاتی پر قائم رہے اور کسی طرح کا تغیر و تبدل منظور نہ کیا۔

ڈاکٹری علاج سے طبعاً متنفر تھے۔ اور یہ نفرت غالباً افتاد طبع کی بنا پر تھی۔ جس شخص نے زندگی بھر فرنگی کے خلاف جہاد کیا اس سے یہ توقع رکھنا کہ وہ فرنگ آوردہ طریقہ علاج سے محبت رکھے، عبث نہیں تو اور کیا ہے؟

یہی وجہ تھی کہ اطباء کی طرف میلان زیادہ رکھتے تھے۔ اکثر فرمایا کرتے "بھائی علاج کرانے سے پہلے ہیب کو خوب ٹھونک بجا کر دیکھ لو۔ جب اس کی حذاقت ثابت ہو جائے تو بس پھر اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے دو۔"

کیا بلیغ جملہ ہے! اور جب تک زندگی نے وفا کی اس کو نبھایا۔

حضرت حافظ حکیم محمد حنیف اللہ رحمتہ اللہ علیہ

شاہ جی ایک مریض کی حیثیت سے

> حضرت حافظ حکیم محمد حنیف اللہ رحمتہ اللہ علیہ ملک کے نامور اطباء میں سے تھے اور حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ کے معالج تھے۔ ان کے والد ماجد حضرت حکیم محمد عطاء اللہ خان رحمتہ اللہ علیہ حکیم محمد اجمل خان رحمہ اللہ کے شاگرد تھے اور نامور طبیب تھے۔ دونوں باپ بیٹا حضرت شاہ جی کی محبت و عقیدت میں ڈوبے ہوئے تھے۔ ذیل کا مضمون حضرت حکیم صاحب نے ۱۹۶۱ء میں شاہ جی کے انتقال پر تحریر کیا تھا مگر اپنی دوائیوں کی صندوقچی میں رکھ چھوڑا۔ اور بھول گئے۔
>
> ۶، فروری ۱۹۹۹ء کو ۶۷ برس کی عمر پا کر ملتان میں ان کا انتقال ہوا۔ ان کے فرزند محترم حکیم محمد خلیل صاحب کو کاغذات کی دیکھ بھال کے دوران ملا تو اشاعت کی غرض سے عنایت فرمایا۔
>
> ان کے شکریہ کے ساتھ ۳۸ سال بعد یہ غیر مطبوعہ تحریر شائع ہو رہی ہے۔ (مدیر)

سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری رحمتہ اللہ علیہ کی ذات گرامی مختلف النوع خصوصیات کی حامل تھی۔ ان میں بیک وقت خطابت، صداقت، شجاعت، وفا کیشی، فقر غنا، دریا دلی اور اخلاص کوٹ کوٹ کر بھرے ہوئے تھے۔ لوگوں نے ان میں جوہر خطابت کو نمایاں پایا اور خطیب اعظم کا خطاب دیا۔ مگر میرا خیال یہ ہے کہ شاہ جی رحمتہ اللہ علیہ میں دیگر صفات، اگر صفت خطابت سے بڑھ کر نہیں تھیں تو کمتر بھی نہیں تھیں۔ خیر یہ تو مستقبل کا مؤرخ جب شمع آزادی کے پروانوں کا ذکر چھیڑے گا تو اس کا فرض ہو گا کہ وہ دیکھے کہ شاہ جی کون کون سی خصوصیات میں ممتاز تھے۔

میں یہاں ان تاثرات کو قارئین کرام کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں، جو انہوں نے ایک مریض کی حیثیت سے مجھ پر چھوڑے۔ میں کوشش کروں گا کہ واقعات میں ربط اور تسلسل قائم رہے۔ اور اگر کہیں ان میں بے جوڑ واقعات تحریر میں آ جائیں تو اس کو میری کوتاہی فکر و عمل پر محمول کیا جائے۔ کیونکہ میں شاہ جی رحمتہ اللہ علیہ کا صرف طبیب ہی نہیں تھا بلکہ ان کی عظمت اور نجابت کا معتقد بھی تھا۔ اور ظاہر ہے کہ ان حالات میں سہو و خطا ئیں ممکن ہے۔

حضرت شاہ صاحب جب ملتان تشریف فرما ہوئے تو حسن اتفاق سے محلہ ٹبی شیر خان میں مکان کرایہ پر لیا۔ چونکہ میرا مطب قریب ہی تھا اس لئے آمد و رفت آہستہ آہستہ بڑھنا شروع ہوئی۔ نام اور کام سے تو میں پہلے ہی واقف تھا حضرت والد ماجد اطال اللہ ظلہ العالی کی وساطت سے ذاتی تعارف ہو گیا اور اجنبیت کا پردہ چاک ہو گیا۔ کبھی میں ان کی خدمت میں حاضر ہو جاتا اور کبھی وہ خود تشریف لے آتے۔ اس دوران میں اگر ان کو کوئی مرض ہوا تو وہ صرف نزلہ و زکام ہوا۔ جو خاندان کے معمولات کے مطابق، گل بنفشہ گاؤزبان، عناب، سپستان کا جوشاندہ دینے سے رفع ہو جایا کرتا تھا۔

مگر ان کا اصل جوہر اس وقت کھلا جب کہ ان پر تحریک تحفظِ ختم نبوت ۱۹۵۳ء کے بعد فالج کا حملہ ہوا۔ یہ واقعہ نومبر ۱۹۵۴ء کا ہے۔

ہم نے (قبلہ والد ماجد مدظلہ العالی اور راقم الحروف) مسلسل ۱۴ روز تک ماء العسل پلایا۔ اگرچہ اطباء متقد مین نے سات روز تک اجازت دی ہے۔ مگر چونکہ شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ کی نبض میں امتلاء بہت محسوس ہوتا تھا اس لئے اس مدت کو ہفتہ تک بڑھا دیا گیا اور اس مدت میں غذاء بالکل بند کرا دی مگر واہ رے ثابت قدمی کہ چہرے پر شکن تک پیدا نہ ہوئی اور خندہ پیشانی سے اس پابندی کو قبول کیا۔ پھر اس کے بعد منضج اور مسہل وغیرہ کا سلسلہ ایک ایسا اکتا دینے والا سلسلہ ہے کہ بڑے بڑے دل گردے والے حوصلہ چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ مگر یہ ہمت شاہ جی میں دیکھی کہ تین منضج اور تین مسہل دئے مگر کیا مجال کہ طبیعت میں ملال پیدا ہوا ہو۔ نہایت استقلال سے کڑوے کسیلے جوشاندے وغیرہ پیتے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے رہے یہ فالج ایک ایسی مرض ہے کہ اگر بڑھاپے میں ایک مرتبہ اس کا حملہ ہو جائے تو مریض جانبر نہیں ہوتا اور اگر ہو بھی جائے تو اس کے بقیہ اثرات نہیں چھوڑتے تا آنکہ موت کی آغوش میں چلا جائے۔

چنانچہ یہی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا حال ہوا۔ گو ان کی حالت بہت کچھ سنبھل گئی رفتار، گفتار صحیح ہو گئی مگر ایک گھن لگ گیا۔ ساتھ ہی ذیابیطس آ نمودار ہوا۔ یک نہ شد دو شد۔

اب دونوں کا علاج شروع کیا۔ کبھی مقویات کبھی مفرحات، کبھی منضج کبھی مسہل، کبھی سفوف کبھی حبوب، غرض یہ کہ ہر مزہ ہر شکل کی دوا کھلائی۔ اور پورے سات برس تک کھائی۔ مگر آفرین ہے اور صد آفرین ہے شاہ جی کی مستقل مزاجی اور ہمت کی کہ نہ تو معالج سے بد دل ہوئے اور نہ ہی علاج سے دل برداشتہ۔

بعض لوگوں نے مشورہ دیا ''شاہ جی آپ صرف اسی طبیب کا علاج کیوں کراتے ہیں؟ کیا اور طبیب یا ڈاکٹر موجود نہیں؟ شاہ جی ان کے جواب میں فرماتے ''بھائی میں نے ایک کا دروازہ پکڑا ہے۔ مجھے دوسرے دروازے پر کیوں لے جاتے ہو؟

دیکھیے طبیب پر کتنا زبردست اعتماد ہے۔ اللہ اکبر

ایک مرتبہ چند علماء دوپہر کے کھانے پر، میرے غریب خانے پر تشریف فرما ہوئے۔ شاہ جی بھی مدعو تھے حسب دستور کھانے کے بعد بعض شیریں اشیاء حاضرین کی خدمت میں پیش کی گئیں۔ میں نے ایک پلیٹ شاہ جی کی خدمت میں بڑھائی۔ نگاہ اٹھا کر میری طرف دیکھا اور فرمایا ''کیوں؟ امتحان مقصود ہے؟ میرے بھائی میٹھی چیزوں کی طرف اب طبیعت راغب نہیں ہوتی''۔

ذیابیطس میں چونکہ شیریں اشیاء تجربتہً مضر ثابت ہوئی ہیں اس لئے اکثر شیریں اشیاء سے پرہیز کرایا گیا۔ لیکن اس پرہیز پر جس شدت اور استقامت سے حضرت شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ نے عمل کیا۔ میرے خیال میں کوئی دوسرا مریض نہیں کر سکتا۔ یہاں بھی انفرادیت کو برقرار رکھا۔

بقیہ ص ۲۷ پر

محمد طاہر رزاق

شاہ جی کی خطابت

پچھلے دنوں قادیانیوں کے ترجمان ہفت روزہ "لاہور" میں ایک قادیانی کا مضمون شائع ہوا جس کا عنوان تھا "سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی خطابت، جس نے اسلام کو بہت نقصان پہنچایا" عنوان پڑھ کر مجھے یوں محسوس ہوا کہ جیسے کوئی کہہ رہا ہو......... کہ

"سورج جس نے بہت اندھیرا پھیلایا"

"پھول جس نے بہت بدبو پھیلائی"

"شیر جس نے بہت بزدلی پھیلائی"

"چودھویں کا چاند جس نے بہت بدصورتی پھیلائی"

میرا دل پکارا کہ یہ عنوان تو یوں ہونا چاہیے تھا........ کہ "سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی خطابت، جس نے قادیانیت کو بہت نقصان پہنچایا"۔ لیکن دجال قادیان کے مکار چیلے نے "قادیانیت" کی جگہ "اسلام" لکھ دیا ...... یہ ایسے ہی ہے جیسے مرزا قادیانی نے نبوت کی جگہ اپنا نام رکھ دیا..... جیسے مرزا قادیانی نے آنے والے مسیح موعود کی جگہ اپنا نام تحریر کر دیا۔ .... جیسے کذاب قادیان نے آنے والے امام مہدی کی جگہ اپنا نام آویزاں کر دیا..... ایسی شعبدہ بازی قادیانیوں کے بائیں ہاتھ کا کام ہے.... کیونکہ شیطان نے خود بڑی محنت سے انہیں یہ فنون سکھائے ہیں۔

سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی خطابت تحفظ ختم نبوت کے لئے وقف تھی.......

شاہ جیؒ کی خطابت ناموس رسالت کی حفاظت پر مامور تھی.......

شاہ جی کی خطابت جھوٹی نبوت کے وجود کو خاکستر کرنے کے لئے شعلہ جوالہ تھی.......

شاہ جیؒ کی خطابت مرزا قادیانی کی شخصیت بے حیثیت کے لئے درہ عمرؓ فاروق تھی.......

شاہ جیؒ کی خطابت مرزا قادیانی کے آقا فرنگی ملعون کے لئے صلاح الدینؒ ایوبی کی للکار تھی.......

شاہ جیؒ کی خطابت مرتدین کے لئے صدیق اکبرؓ کا جلال تھی....... اس خطیب اعظم....... اس آفتاب خطابت....... کی چند کرنیں پیش خدمت ہیں...... مطالعہ فرمائیے...... اور اپنے ایمان کو جلا بخشیئے۔ عقیدہ ختم نبوت پر خطاب کرتے ہوئے شاہ جیؒ گوہر افشانی فرما رہے ہیں۔

"میں حیران ہوتا ہوں کہ خدا نے جس قوم کو آمنہ کا لعل دیا ہو، جسے امام الانبیاء، فخر رسل، باعث کل، پیغمبر آخر الزمان ملا ہو، اسے اور کیا چاہیے۔

.......پورا قرآن، اسلام، احادیث، آئمہ کی محنت، یہ سجادے، یہ تصوف، یہ بس حضور ہی حضور ہیں۔ بیچ میں

اگر ختم نبوت پر بال آئے گا تو پوری عمارت نیچے آگرے گی۔ خدا، خدا نہیں رہے گا، لوگ اور ہی بنائیں گے۔

توحید را کہ نقطہ پرکار دین ماست
دانی؟ کہ نکتہ ز زبانِ محمد است

بلاواسطہ کچھ نہیں ملے گا۔ کعبہ میں جو صحف ابراہیم علیہ السلام و موسیٰ علیہ السلام کی درس گاہ تھا، اس میں تین سو ساٹھ پتھر لا رکھے۔ پھر آمنہ کے ہاں لال آیا اور عبداللہ کا چاند طلوع ہوا تو ان کا گھر صاف ہوا۔ محور ہی ان کی ذات ہے، مجھے کچھ اور سوجھ نہیں سکتا۔

در پہ بیٹھے ہیں تیرے بے زنجیر
ہائے کس طرح کی پابندی ہے

وہ ماں ہی مر گئی جو نبی جنے۔ مشاطہ ازل نے تیری زلفوں میں کنگھی ہی توڑ دی۔ اب کنڈل تو باقی رہیں گے لیکن کسی کنگھی کی ضرورت نہیں رہے گی۔ دیوانے بن جاؤ، عقل کو جواب دے دو، ختم نبوت کی حفاظت عقل کا نہیں، عشق کا مسئلہ ہے۔ صحابہ کرام صحیح معنوں میں دیوانگان محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ بس

خراباتیاں مے پرستی کنند
محمد بگویند و مستی کنند

آیت خاتم النبیین (الاحزاب) میں خاتم کے معنی قادیانی حضرات کے نزدیک مہر کے ہیں۔ تو بھی ختم نبوت پر کوئی حرف نہیں آتا گورنمنٹ کے مقرر کردہ محکمہ کی طرف سے جس مکان کے دروازہ پر سیل (مہر) لگادی جاتی ہے تو عوام کا کوئی فرد اسے توڑنے کا مجاز نہیں ہوتا اسی طرح محکمہ ڈاک کے جس تھیلے پر مہر لگادی جاتی ہے تو اسے بھی راستہ میں کوئی نہیں کھولتا تاوقتیکہ منزل مقصود پر افسر مجاز تک پہنچ جائے۔ (محمد رسول اللہ پر) نبوت کے خاتمہ کی مہر ثبت ہو گئی ہے۔ اسے کھولنے کی تاقیامت کسی بشر کو اجازت نہیں اور اگر کوئی اسے کھولنے کی چوری کرے گا تو وہ پکڑا جائے گا۔

مسلمانوں آج میں کھل کر ایک بات کہتا ہوں بلکہ ایک قدم آگے بڑھتا ہوں کہ اللہ کی ربوبیت اس وقت تک قائم ہے جب تک محمد کی نبوت قائم ہے۔ کیونکہ محمد کی نبوت کی ابدیت ہی اللہ کی ربوبیت کی مظہر ہے۔ ہم میں سے کسی نے خدا کو دیکھا ہے۔ ہم کیسے یقین کرلیں کہ ایسی بھی کوئی ہستی ہے جسے خدا کہتے ہیں۔ ہاں ہم نے محمد الرسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دیکھا ہے جنہوں نے ہمیں بتایا ہے کہ خدا بھی ہے۔ ہمیں تو اعتماد ہے اس بلند شخصیت پر، بھائی! اعتماد کی تو ساری بات ہے اگر اعتماد نہ رہا تو سارا کھیل ہی چوپٹ ہے۔

تحفظ ختم نبوت اور اس کی اہمیت کے عنوان پہ خطاب کرتے ہوئے شاہ جی فرمارہے ہیں:

"ختم نبوت کی حفاظت میرا جزو ایمان ہے۔ جو شخص بھی اس ردا کو چوری کرے گا، جی نہیں، چوری

کا حوصلہ کرے گا میں اس کے گریبان کی دھجیاں اڑا دوں گا اور جو اس مقدس امانت کی طرف انگلی اٹھائے گا، میں اس کا ہاتھ قطع کر دوں گا۔ میں میاں (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سوا کسی کا نہیں، نہ اپنا نہ پرایا میں انہی کا ہوں، وہی میرے ہیں۔ جس کے حسن و جمال کو خود رب کعبہ نے قسمیں کھا کر آراستہ کیا میں ان کے حسن و جمال پر نہ مرمٹوں تو لعنت ہے مجھ پر اور لعنت ہے ان پر جو ان کا نام تو لیتے ہیں لیکن سارقوں کی خیرہ چشمی کا تماشا دیکھتے ہیں"۔

مسلمانو! لیلائے آزادی سے ہمکنار ہونے کی تمنا ہے تو سب سے پہلے فرنگی کی خانہ ساز نبوت کے قصر قادیاں کو مسمار کرو اور فرنگی کے اس خود ساختہ پودے کو جڑ سے اکھاڑ پھینکو۔ میرے نزدیک مرزائیت اور عیسائیت ہندوستان میں ایک ہی وجود نامسعود کے دو نام ہیں۔ انہوں نے صرف ہمارے ملک و سلطنت کو ہی تاراج نہیں کیا بلکہ مسلمانوں کے دین و ایمان کی متاع عزیز، آبروئے خدا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ردائے نبوت پر قزاقانہ حملہ کیا ہے

یتیم مکہ محمد کہ آبروئے خداست
کسے کہ خاک رہش نیست برسرش خاک است

جو نام نہاد مسلمان نبوت کے ان ڈاکوؤں سے حسن سلوک کے قائل ہیں یا ان سے رواداری پر عامل ہیں اور انگریزی کو اولی الامر بھی جانتے اور مانتے ہیں وہ حرماں نصیب روز محشر شفیع امت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کیا منہ لے کر آئیں گے؟"

جب شاتم رسول راجپال نے گستاخانہ کتاب لکھی تو شاہ جیؒ نے لاہور میں خطاب کرتے ہوئے کہا:

مسلمانو! میں تمہاری سوئی ہوئی غیرت کو جھنجھوڑنے آیا ہوں۔ آج کفار نے توہین پیغمبر کا فیصلہ کر لیا ہے۔ انہیں شاید یہ غلط فہمی ہے کہ مسلمان مر چکا ہے۔ آؤ اپنی زندگی کا ثبوت دیں۔ عزیز نوجوانو! تمہارے دامن کے سارے داغ صاف ہونے کا وقت آ پہنچا ہے۔ گنبد خضرا کے مکین تمہاری راہ دیکھ رہے ہیں۔ ان کی آبرو خطرے میں ہے۔ ان کی عزت پر کتے بھونک رہے ہیں۔ اگر قیامت کے روز محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے طالب ہو تو پھر نبی کی توہین کرنے والی زبان نہ رہے یا پھر سننے والے کان نہ رہیں"۔

"آج آپ لوگ جناب فخر رسل رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کو برقرار رکھنے کے لئے جمع ہوئے ہیں۔ آج اس جلیل القدر ہستی کا وجود معرض خطر میں ہے۔ جس کی دی ہوئی عزت پر تمام موجودات کو ناز ہے۔ میں گیارہ سال سے آپ لوگوں میں تقریریں کر رہا ہوں۔ آج مفتی کفایت اللہ صاحب اور مولانا احمد سعید صاحب (یہ دونوں حضرات سٹیج پر موجود تھے۔ شاہ صاحب نے ان کی طرف اشارہ کر کے یہ فقرہ ادا کیا) کے دروازے پر ام المومنین عائشہ صدیقہؓ اور ام المومنین خدیجہؓ آئیں اور فرمایا کہ ہم تمہاری

نائیں ہیں۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ کفار نے ہمیں گالیاں دی ہیں"

ارے دیکھو تو کہیں ام المومنین عائشہؓ دروازے پر تو نہیں کھڑی ہیں؟

(یہ سن کر مجمع پلٹا کھا گیا۔ لوگوں میں کہرام مچ گیا اور مسلمان دھاڑیں مار مار کر رونے لگے) تمہاری محبت کا تو یہ عالم ہے کہ عام حالتوں میں کٹ مرتے ہو لیکن کیا تمہیں معلوم نہیں کہ آج سبز گنبد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تڑپ رہے ہیں۔ آج خدیجہؓ اور عائشہؓ پریشان ہیں۔ بتاؤ تمہارے دلوں میں امہات المومنینؓ کی کیا وقعت ہے؟

آج ام المومنین عائشہؓ تم سے اپنے حق کا مطالبہ کر رہی ہے۔ وہی عائشہؓ جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حمیرا کہہ کر پکارتے تھے۔ جنہوں نے سید عالم کی رحلت کے وقت مسواک چبا کر دی تھی۔ اگر تم خدیجہؓ اور عائشہؓ کے ناموس کی خاطر جانیں دے دو تو کچھ کم فخر کی بات نہیں ہے۔ یاد رکھو جس روز یہ موت آئے گی، پیام حیات لے کر آئے گی۔

نبی افرنگ مرزا قادیانی، اس کی ذریت اور اس کی ارتدادی جماعت کی مذمت و مرمت کرتے ہوئے شاہ جیؒ شعلہ فشاں ہیں:

"تصویر کا ایک رخ تو یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی میں کمزوریاں اور عیوب تھے اس کے نقوش میں توازن نہ تھا۔ قدوقامت میں تناسب نہ تھا، اخلاق کا جنازہ تھا، کریکٹر کی موت تھی۔ سچ کبھی نہ بولتا تھا، معاملات کا درست نہ تھا۔ بات کا پکا نہ تھا، بزدل اور ٹوڈی تھا۔ تقریر و تحریر ایسی ہے کہ پڑھ کر متلی ہونے لگتی ہے۔ لیکن میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ اگر اس میں کوئی کمزوری نہ بھی ہوتی، وہ مجسمہ حسن و جمال ہوتا، قویٰ میں تناسب ہوتا، چھاتی ۴۵ انچ، کمر ایسی کہ سی آئی ڈی کو پتہ نہ چلتا، بہادر بھی ہوتا، مرد میدان ہوتا، کریکٹر کا آفتاب ہوتا، خاندان کا ماہتاب ہوتا، فردوسی وقت ہوتا، ابوالفضل اس کا پانی بھرتا، خیام اس کی چاکری کرتا، غالب اس کا وظیفہ خوار ہوتا، انگریزی کا شیکسپیئر ہوتا اور اردو کا ابوالکلام آزاد ہوتا، پھر نبوت کا دعویٰ کرتا تو کیا ہم اسے نبی مان لیتے؟

میں تو کہتا ہوں کہ اگر خواجہ غریب نواز اجمیریؒ، سید عبدالقادر جیلانیؒ، امام ابو حنیفہؒ، امام بخاریؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، ابن تیمیہؒ، غزالیؒ، یا حسن بصریؒ بھی نبوت کا دعویٰ کرتے تو کیا ہم انہیں نبی مان لیتے؟ علیؓ دعویٰ کرتا کہ جسے تلوار حق نے دی اور بیٹی نبی نے دی، سیدنا ابوبکر صدیقؓ، سیدنا فاروق اعظمؓ، اور سیدنا عثمانؓ بھی دعویٰ کرتے تو کیا بخاری انہیں نبی مان لیتا؟ نہیں ہر گز نہیں۔ میاں صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کائنات میں کوئی انسان ایسا نہیں جو تخت نبوت پر سج سکے اور تاج امامت اور رسالت جس کے سر پر ناز کرے وہ ایک ہی ہے جس کے دم قدم سے کائنات میں نبوت سرفراز ہوئی"

جب خدا نے خود یہ فیصلہ دے دیا کہ فلاح کے لئے صرف نبی امی کی اتباع کی ضرورت ہے تو میں پوچھتا ہوں کہ اب جو (نبی) آئے گا یا آنا چاہتا ہے، وہ کیا کرنے آئے گا؟ کیا وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی

حرام کی ہوئی چیزوں کو حلال کرے گا اور حلال کی ہوئی چیزوں کو حرام کرے گا؟ کیا وہ پانچ نمازوں کی بجائے ساتِ یا تین کر دے گا؟ کیا وہ رمضان کے ۳۰ یا ۲۹ روزوں کی بجائے ۱۵ یا ۲۰ کر دے گا؟ آخر جو آئے گا وہ کرے گا کیا؟

حضرت ناصح جو آئیں دیدہ و دل فرش راہ
پر کوئی اتنا تو سمجھا دو کہ سمجھائیں گے کیا؟

ستم دیکھئے یہ لوگ کس قدر بے بصیرت ہیں۔ کتنے عاقبت نااندیش ہیں کہ لباس نبوت کس کے بدن پر مزین کرنے کی سعی میں مصروف ہیں۔ جسے گڑ اور کلوخ میں تمیز نہیں اور جسے جوتا پہننے کا سلیقہ نہیں۔ دایاں بائیں میں اور بایاں دائیں میں، گڑ سے استنجا کیا جا رہا ہے اور مٹی کھائی جا رہی ہے۔

دیکھا، میاں صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت پر ہاتھ ڈالا تو خدائے غیور نے عقل ہی سلب کر لی اور مخبوط الحواس بنا دیا۔ یہ عقل کے مسلوب ہونے کی علامت ہی ہے کہ مرزا قادیانی ملکہ وکٹوریہ کو خط لکھتا ہے جیسے ایک غلام آقا کو خطاب کرتا ہے۔ کہتا ہے:

"میں اور میرا خاندان سلطنت انگلینڈ کے دیرینہ خادم ہیں۔ نیز اے ملکہ معظمہ ادام اللہ بقاءہا و خلد اللہ ملکھا۔ تو زمین کا نور اور میں آسمان کا نور۔ پس تجھ زمین کے نور نے مجھ آسمان کے نور کو اپنی طرف کھینچ لیا اور میرے پاس جو کچھ ہے، تیرے ہی وجود کی برکت سے ہے"

مرزا کے جانشین موسیو محمود سے کہو کہ فیصلہ آج ہی ہو جاتا ہے۔ تم اپنے باپ کی خانہ ساز نبوت لے کر آؤ، میں اپنے نانا صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا علم لہراتا ہوا آؤں گا۔ تم اپنے ابا کی عادت کے مطابق یاقوتیاں کھاؤ اور پلومر کی ٹانک وائن پی کر آؤ۔ میں اپنے نانا کی سنت کے مطابق جو کے ستو کھا کر آؤں گا، تم حریر و پرنیاں پہن کر آؤ میں اپنے اپنے نانا کے مطابق موٹا جھوٹا پہن کر کر آؤں گا۔

ہمیں میداں ہمیں چوگاں ہمیں گو

آؤ اور اپنے باپ کو ایک صحیح العقل انسان تو ثابت کر دکھاؤ۔ مناظرہ میرا تمہارا اس بات پر ہے اور یہ فیصلہ کن مناظرہ ہو گا۔ میں ملت اسلامیہ کا نمائندہ ہوں۔ تم میدان میں اترو، لکھنؤ، دلی یا تمہارے مرقد قادیان میں کہیں بھی جہاں تم چاہو۔

بس تجربہ کردیم دریں دیر مکافات
با دُرد کشاں ہر کہ در افتادہ بر افتاد

(شیرازی)

نبوت کے ڈاکوؤ! تم میں اتنی ہمت کہاں کہ تم بخاری کے مقابلہ میں آؤ۔ ہمارے مقابلہ میں جو بھی آیا ہم نے اسے پچھاڑا ہے۔ تم انگریز کے ذلہ خوار ہو اور میں ابن حیدر کرارؓ، حیدر نے یہودیت کے مرکز خیبر

کو اکھاڑ اور میں مرزائیت کے مرکز تمہارے قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجا دوں گا"۔

میں مرزا محمود اور قادیانیت کی جو مخالفت کر رہا ہوں رب العزت کی قسم ہے اس میں کوئی ذاتی غرض نہیں ہے اور نہ مجھے مرزا محمود اور قادیانیوں سے کوئی ذاتی رنجش یا کد ہے۔ میری دشمنی صرف حضور خاتم المرسلین کی محبت کی وجہ سے ہے۔ مرزائی، محمد رسول اللہ کا شریک (مرزا غلام احمد کو) جانتے ہیں اور مجھ کو یہ بات ہرگز گوارا نہیں ہے۔ دنیا میں ہزاروں نہیں، لاکھوں اور کروڑوں لوگ ایسے ہیں جو خدا کا شریک بتاتے ہیں اور بناتے ہیں لیکن خدا نے اپنے قصر ربوبیت کے دروازے بند نہیں کئے اور بدستور جس طرح ان کی پرورش کرتا ہے جو خدا کو وحدہ لاشریک مانتے ہیں۔ اسی طرح مشرکین کو پالتا ہے۔ اس کا غضب پوری طرح سے کبھی ان پر نازل نہیں ہوا۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت میں شریک بنانے والے کو کبھی معاف نہیں کیا۔

ارے قادیانیو! اگر نیا نبی بنائے بغیر تمہارا گزارا نہیں ہو سکتا اور اس کے بغیر تم جی نہیں سکتے تو ہمارے مسٹر جناح کو ہی نبی مان لو۔ ارے مرد تو تھا۔ جس بات پر ڈٹا کوہ کی طرح اڑ گیا۔ آہوں کے بادل اٹھے، اشکوں کی گھٹا چھائی، خون کی ندیاں بہہ گئیں، لاشوں کے انبار لگ گئے مگر کوئی چیز مسٹر جناح کے عزم کو نہ ہلا سکی۔ اس نے تاریخ کے اوراق کو پلٹ دیا اور ملک کے جغرافیہ کو بدل کر رکھ دیا۔ ارے تمہاری نبوت کو بھی جگہ ملی تو لٹ پٹ کر اسی کے قدموں میں تمام عمر گزار دی۔ انگریزوں کی نوکری نہیں کی۔ حکومت سے خطاب نہیں لیا۔ انگریزوں سے کوئی تمنا وابستہ نہیں کی اور ایک تمہارا نبی ہے کہ حضور گورنمنٹ کے آگے عاجزانہ درخواستیں کرتے کرتے ۵۰ الماریاں سیاہ کر ڈالیں۔

مرزا قادیانی کے آقا انگریز لعین کے بارے میں خطاب کرتے ہوئے شاہ جیؒ لب کشائی کرتے ہیں:

"میں ان سوروں کا ریوڑ چرانے کو بھی تیار ہوں جو برٹش امپیریلزم کی کھیتی کو ویران کرنا چاہیں۔ میں کچھ نہیں چاہتا، میں ایک فقیر ہوں، اپنے نانا کی سنت پر کٹ مرنا چاہتا ہوں اور اگر کچھ چاہتا ہوں تو اس ملک سے انگریز کا انخلا۔ دو ہی خواہشیں ہیں۔ میری زندگی میں یہ ملک آزاد ہو جائے یا پھر میں تختہ دار پر لٹکا دیا جاؤں۔ میں ان علمائے حق کا پرچم لئے پھرتا ہو جو ۱۸۵۷ء تک میں فرنگیوں کی تیغ بے نیام کا شکار ہوئے تھے۔ رب ذوالجلال کی قسم مجھے اس کی کچھ پرواہ نہیں کہ لوگ میرے بارے میں کیا سوچتے ہیں۔ لوگوں نے پہلے ہی کب کسی سرفروش کے بارے میں راست بازی سے سوچا ہے؟ وہ شروع سے تماشائی ہیں اور تماشا دیکھنے کے عادی ہیں۔

حکومت وقت کو پاکستان کے بارے میں قادیانیوں کی زہرناکیوں سے آگاہ کرتے ہوئے شاہ جیؒ یوں گویا ہوتے ہیں:

وہ شخص یا وہ جماعت کبھی بھی پاکستان کے مفادات سے وفاداری نہیں کر سکتی جو پاکستان میں بیٹھ کر اکھنڈ بھارت کی صدارت کے خواب دیکھے۔ وزیر خارجہ ظفر اللہ خاں سے تو محترم لیاقت علی خاں نپٹ لیں

گے۔ میں تو مرزا بشیر الدین محمود کی بات کر رہا ہوں کہ وہ پاکستان اور ہندوستان کو ملا دینے کے خواب دیکھ رہا ہے۔ اسے کیوں کھلا چھوڑ رکھا ہے؟ اگر آج اس پاکستان کے دشمن گرگ باراں دیدہ کو درست نہ کیا گیا تو وہ ایک عظیم خطرہ بن سکتا ہے۔ رسول کا دشمن لیاقت علی خان کا وفادار نہیں ہو سکتا۔ پاکستان کے ہر غدار کو ختم ہو جانا چاہیے، چاہے وہ کوئی ہو۔

جو عدو باغ ہو برباد ہو
چاہے وہ گل چیں ہو یا صیاد ہو

"حکومت کا فرض ہے کہ وہ پاکستان کے دوست اور دشمن میں تمیز کرے۔ جو لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وفادار نہیں، وہ پاکستان کے کیسے وفادار ہو سکتے ہیں۔ مرزائیوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس اور آپ کی تعلیمات کے مقابلہ میں غلام احمد قادیانی کی شخصیت اور اس کی جھوٹی نبوت کا بت کھڑا کر رکھا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ مرزائیوں کی یہ سیاسی حکمت عملی ہے۔ مذہب کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں۔ یہ اپنی سیاسی حکمت عملی سے اقتدار پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔ انگریز ہندوستان سے جاتے جاتے مسلمانوں پر اپنے ایک آلہ کار گروہ کو مسلط کر گیا ہے۔ مدت سے آرزو ہے کہ میاں بشیر الدین سے آمنا سامنا ہو۔ مجھے امید ہے کہ وہ میری شکل دیکھ کر ہی مسلمان ہو جائے گا۔ لیکن اس کا کیا کیا جائے کہ وہ سامنے آنے سے شرماتا ہے"

تم ناموس مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا تحفظ کرو۔ میں تمہارے کتے پالنے کو تیار ہوں۔ میں تمہارے سور چراؤں گا، میں کہتا ہوں مسلم لیگ نے پاکستان بنایا، ملک تقسیم کرایا، یہ انجمن احمدیہ نے تو نہیں بنایا۔ مرزا بشیر الدین محمود اور سر ظفر اللہ کا پاکستان سے کیا تعلق؟ یہ دم بریدہ سگان برطانیہ آج پاکستان میں دندنا رہے ہیں۔ ہم ان کی یہ غدارانہ سرگرمیاں ہرگز برداشت نہیں کر سکیں گے اور پاکستان کو مرزائی سٹیٹ نہیں بننے دیں گے۔

وطن عزیز کے بدمعاش و بدقماش حکمرانوں کو اور بے حس، ابن الوقت اور دنیا پرست مسلمانوں خطاب کرتے ہوئے شاہ جیؒ کہتے ہیں:

"لگاتار چوالیس برس لوگوں کو قرآن سنایا۔ پہاڑوں کو سناتا تو عجب نہ تھا کہ ان کی سنگینی کے دل چھوٹ جاتے۔ غاروں سے ہم کلام ہوتا تو جھوم اٹھتے، چٹانوں کو جھنجوڑتا تو چلنے لگتیں، سمندروں سے مخاطب ہوتا تو ہمیشہ کے لئے طوفان بکنار ہو جاتے۔ درختوں سے کہتا تو دوڑنے لگتے۔ کنکریوں سے گویا ہوتا تو لبیک کہہ اٹھتیں۔ صرصر سے کہتا تو صبا ہو جاتی، دھرتی کو سناتا تو اس کے سینہ میں بڑے بڑے شگاف پڑ جاتے جنگل لہرانے لگتے، صحرا سرسبز ہو جاتے۔ میں نے ان لوگوں میں معروضات کا بیج بویا ہے جن کی زمینیں بنجر ہو چکی ہیں۔ جن کے ضمیر عاجز آ چکے ہیں۔ جن کے یہاں دل و دماغ کا قحط ہے، جن کی پستیاں انتہائی خطرناک ہیں، جو برف کی طرح ٹھنڈے ہیں، جن میں ٹھہرنا المناک اور گزر جانا طرب ناک ہے اور جو طاقت ہی

کی پوجا کرتے ہیں جن کے سب سے بڑے معبود کا نام طاقت ہے۔ یہاں امراء دوزخ کے کتے اور سیاست دان کھٹی قے ہیں۔ (الاماشاء اللہ) ان کے ساتھ نٹ اور ان کے پیچھے لاشیں چلتی ہیں۔ ان کی واحد خوبی یہ ہے کہ ہر نیکی اور برائی کی زبان میں جھوٹ بول لیتے ہیں"۔

"میں نے اس زمین کو بہت سا نم دیا ہے۔ میرا نم ہی کیا؟ اسے تو زہراؓ نے آنسو اور حسینؓ نے خون دیا تھا۔ دجلہ و فرات کے گیسو اسی طرح تابدار ہیں اور حسینؓ کا قافلہ تیرہ سو برس سے اسی طرح لٹ رہا ہے"۔

"کائنات کو چلنے دو، سورج نکلتا اور ڈوبتا ہے۔ ہم مرنے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ ہمارے سپرد جو فرض تھا، الحمدللہ اس سے عہدہ برا ہونے میں کبھی کوتاہی نہیں کی۔

شاہ جیؒ کی خطابت کیا تھی؟ سامعین شاہدین کے تاثرات لکھنے شروع کروں تو ایک ضخیم کتاب مرتب ہو جائے۔ نمونہ کے طور پر برصغیر کے عظیم صحافی، ادیب شہیر، خطیب کبیر، شاعر دلپذیر، فرنگی کی جیلوں کے اسیر، آزادیٔ وطن کے بے باک سپاہی، عظیم عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم آغا شورش کاشمیریؒ کے چند تاثرات پیش کئے جاتے ہیں۔

رعد کی گونج، بادل کی گرج، ہوا کا فراٹا، فضا کا سناٹا، صبح کا اجالا، چاندنی کا جھالا، ریشم کی جھلملاہٹ، ہوا کی سرسراہٹ، گلاب کی مہک، سبزے کی لہک، آبشار کا بہاؤ، شاخوں کا جھکاؤ، طوفان کی کڑک، سمندروں کا خروش، پہاڑوں کی سنجیدگی، صبا کی چال، اوس کا نم، چنبیلی کا پیراہنٹ تلوار کا لہجہ، بانسی کی دھن، عشق کا بانکپن، حسن کا اغماض اور کہکشاں کی مسجع و مسقطع عبارتیں انسانی آواز میں ڈھلتے ہی خطابت کی جو صورت اختیار کرتی ہیں، اس کا جیتا جاگتا مرقع شاہ جیؒ تھے۔

پھر آغا جیؒ ہمیں شاہ جیؒ کا انداز خطاب بتاتے ہیں اور ہمیں اس عہد میں لے جاتے ہیں جو شاہ جیؒ کا عہد تھا۔

خطیب اعظم عرب کا نغمہ عجم کی لے میں سنا رہا ہے
سر چمن چہچہا رہا ہے سر وغا مسکرا رہا ہے
حدیث سرو و سمن نچھاور، زبان شمشیر اس پر قربان!
مسیلمہ ایسے جعلسازوں کی بیخ و بنیاد ڈھا رہا ہے
قرون اولیٰ کی رزم گاہوں سے مرتضیٰ کا جلال لے کر
دبیز نیندیں جھنجھوڑتا ہے، مجاہدوں کو جگا رہا ہے
ہیں اس کی للکار سے ہراساں محمد مصطفیٰ کے باغی
وفا کے جھنڈے گڑے ہوئے ہیں، غنیم پر دندنا رہا ہے

میں اس کے چہرے کی مسکراہٹ سے ایسا محسوس کر رہا ہوں
کہ جیسے کوثر پہ شام ہوتے کوئی دیا جھلملا رہا ہے
خدا فروشوں کی خانقاہوں پہ ایک بجلی سی کوندتی ہے
ہوا ہے گو تند و تیز لیکن چراغ اپنا جلا رہا ہے

مزید سنئیے

بخاری تقریر کر رہا ہے

فضا کو تسخیر کر رہا ہے
نیا تصور ابھر رہا ہے
جہانِ چنگیز مر رہا ہے
...... بخاری تقریر کر رہا ہے

جلالِ پیغمبری نہ پوچھو
کمال جادوگری نہ پوچھو
خطیب کی ساحری نہ پوچھو
...... بخاری تقریر کر رہا ہے

گلاب و لالہ کا سلسلہ ہے
بلند آواز حوصلہ ہے
قرونِ اولیٰ کا ولولہ ہے
...... بخاری تقریر کر رہا ہے

عروسِ افکار کا چمن ہے
خیالِ تازہ کا بانکپن ہے
نوائے اسلام ہم سخن ہے
...... بخاری تقریر کر رہا ہے

خیال کروٹ بدل رہے ہیں
غزل کے سانچے میں ڈھل رہے ہیں
جدید الفاظ چل رہے ہیں
...... بخاری تقریر کر رہا ہے
مجھے بھی تیغے اچھالنے دو
مجھے بھی الفاظ ڈھالنے دو
مجھے بھی راتیں اجالنے دو
...... بخاری تقریر کر رہا ہے
وطن کی ٹوٹے نہ آس لوگو!
رکو نہ اب اے اداس لوگو!
کہاں ہو معنی شناس لوگو!
...... بخاری تقریر کر رہا ہے

کیوں قادیانیو! کیا حال ہے؟ کیا خیال ہے؟
سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی خطابت نے کسے نقصان پہنچایا؟
قادیانیت کو؟ بانی فتنہ قادیانیت مرزا قادیانی کو؟ مرزا قادیانی کے آقا انگریز ملعون کو یا...... اسلام کو؟

قادیانیو! تم تو عقل کے اندھے اور ذہن کے بنجر ہو...... تم نے تو اس شخص کو نبی مان رکھا ہے جس کا علم سے کوئی تعلق نہ تھا...... جسے سکول میں ساری کلاس کے سامنے مرغا بنایا جاتا تھا...... اور استاد سے بید پڑنے پر پوری کلاس قہقہے لگایا کرتی تھی...... جو مختاری کے امتحان میں فیل ہو گیا...... جو صحت کے ساتھ اردو کے دو سطریں نہیں لکھ سکتا تھا...... جو چند منٹ مربوط اور سلجھی ہوئی گفتگو نہ کر سکتا تھا......جسے مذکر مونث نہ آتے تھے...... جو واحد جمع سے نا آشنا تھا...... جو اردو گرامر کی ابجد سے بھی ناواقف تھا...... جسے اپنی بے ربط تحریر میں کوئی محاورہ لکھنا ہوتا تو بیوی سے پوچھ کر لکھا کرتا تھا...... جو سیالکوٹ کی کچہری میں منشی بھرتی ہوا تو A B C سیکھنے اور انگریزی میں ہفتے کے دنوں اور سال کے مہینوں کے نام بھی غلط لکھے ہیں...... بابائے صحافت، قافلہ حریت پسندوں کے سالار مولانا ظفر علی خانؒ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی خطابت کو کیسا عجب خراج تحسین پیش کر رہے ہیں:

کانوں میں گونجتے ہیں بخاری کے زمزمے
بلبل چہک رہا ہے ریاض رسول میں

پروفیسر خالد شبیر احمد

امیرِ شریعتؒ کی یاد میں

سیلِ حرماں کے مقابل اک دلِ بے تاب ہے
میرے ارمانوں کی دنیا کس قدر بے آب ہے

ہیں میرے اطراف میں سپنے پرے بکھرے ہوئے
کہکشاؤں کی طرح نتھرے ہوئے نکھرے ہوئے

عشق تیرا بے کراں ہے میں ضعیف و ناتواں
تو بہارستانِ عالم میں گیاہِ بے نشاں

میرے ذوق و شوق کا مفہوم تُو عنوان تُو
میرے علم و حلم کا ادراک تُو وجدان تُو

ہجر کے ہاتھوں اگرچہ زندگی ناشاد ہے
تیری یادوں سے وَلے دل شاد ہے آباد ہے

ڈوبتی نبضیں، نگاہیں رنج و غم سے بے قرار
ہجر میں تیرے سراپا انتظار و سوگوار

شیشۂ دل میں میرے اب تو ہی آتا ہے نظر
سُونا سُونا سا ہے تیری یاد کا سارا سفر

حسرت و یاس و الم کے سارے داغوں کو لئے
ہُوں رواں میں راہِ غم پہ ان چراغوں کو لئے

میرے شعروں میں نہاں ہے تیری فرقت کا الم
دل کی دھڑکن میں بسی ہیں تیری یادیں تیرا غم

ہے مسلسل میرے دل میں تیرے ملنے کی لگن
نقش ہے اب تک میرے دل پر تیرا طرزِ سخن

قلب و جاں میں اشتیاقِ دید کی برق تپاں
ضبط کا ہے یا میرے صبر و رضا کا امتحاں

ضو فشاں جس روز سے دل میں میرے ہے تیری ذات
ہیں شکستہ کعبۂ جاں کے سبھی لات و منات

تیرے قدموں سے ملا مجھ کو شعورِ بندگی
تیرے جذبوں سے مہکتا ہے جہانِ زندگی

فیض سے تیرے ہمہ تن میں ہوا ہوں فیضیاب
میرے فکر و فن کا ہر گوشہ درخشاں آفتاب

کارگاہِ فکر میں تیرے تصور کو ثبات
بن گیا تیرا جنوں میرا اثاثۂ حیات

غیرتِ ملی کی بے شک دلربا تصویر تو
سینۂ ظلمت پہ روشن حرف کی شمشیر تو

دل دھڑکتا تھا ہمیشہ تیرا ملت کے لئے
تُو سراسر مضطرب تھا دیں کی عظمت کے لئے

تیرے لفظوں کی روانی آبشاروں کا بہاؤ
یاد آتا ہے مجھے تیری خطابت کا رچاؤ

تُو ہے روشن استعارہ نطق کے اعجاز کا
قلب کو گرما گیا شعلہ تیری آواز کا

تیری صورت کی وجاہت گیسوؤں کے پیچ و خم
دیکھ کر جس کو سدا رکتے رہے چلتے قدم

میرے سارے وصف ہیں تیرا کرم تیری عطا
ہے نواؤں میں میری مضمر فقط تیری صدا

میرا ظاہر میرا باطن ہے سراسر تیرا غم
دھڑکنیں قلبِ حزیں کی ہوں کہ ہو آنکھوں کا نم

میں کہ تیری زندگانی کا تتمہ ہو گیا
تیری چاہت کے معنا میں کا حوالہ ہو گیا

کیا یہ ممکن ہی نہیں ہے اب تیرا ملنا مجھے
کیا نہیں ہے اب میسر زخم کا سلنا مجھے

آکہ اب تو خالدِ شبیر ہے غم سے نڈھال
اپنے دیوانے کو اپنی دید سے کر دے نہال

حافظ محمد ظہور الحق ظہور

جرأتِ رندانہ

قسم ہے دینِ ابراہیم و اسماعیل صادق کی
قسم ہے اسوۂ پاکیزۂ محبوبِ خالق کی

قسم صدیقِ اکبر کی خلافت کی صداقت کی
قسم فاروقِ اعظم کی سیاست کی، عدالت کی

قسم عثمان ذی النورین کے جود و سخاوت کی
قسم ہے اس کے صبر و استقامت کی، شہادت کی

قسم حیدرِ کرار کے علم و فضیلت کی
قسم شیرِ خدا کی ہمت و شانِ شجاعت کی

قسم اصحاب و آلِ مصطفیٰ کی پاک سیرت کی
قسم ہے پاکیٔ خونِ شہیدانِ محبت کی

جہاں اندیشہ ہو ملک و ریاست چھوٹ جانے کا
یقیں ہو جس جگہ ہر ایک رشتہ ٹوٹ جانے کا

جہاں حق بات کہنے پر یقیں ہو سر کٹانے کا
جہاں حق کے لئے امکاں ہو سب کچھ لٹانے کا

وبا پھیلی ہوئی ہو، جس فضا میں بت پرستی کی
جہاں زندہ جلانا ہو سزا وحدت پرستی کی

جہاں ہو وقت کے نمرود کو دعویٰ خدائی کا
وہاں اعلان کرنا اک خدا کی کبریائی کا

بغاوت برملا ہر وقت کے طاغوت کی کرنا
اگر ڈرنا تو بس اس قادر و قیوم سے ڈرنا

صنم خانوں میں بھی اللہ اکبر کی صدا دینا
خس و خاشاکِ غیر اللہ کو یکسر جلا دینا

خدا کے واسطے جینا، خدا کے واسطے مرنا
غرض ہر ایک کام اس کی رضا کے واسطے کرنا

اسی رندانہ جرأت کو ظہور! ایمان کہتے ہیں
اسی کو مستیٔ پیمانۂ عرفان کہتے ہیں

حضرت مولانا
محمد علی جالندھری رحمہ اللہ

مجاہد ختم نبوت اور عظیم مبلغ کی داستان حیات
جدوجہد اور خدمات قیمت =/۱۰۰

تالیف: مولانا محمد سعید الرحمٰن علوی رحمہ اللہ

مقدمہ: حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم

بخاری اکیڈمی دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

ماسٹر خورشید احمد صدف جالندھر فیصل آباد

حرکت المجاہدین زندہ باد

مجاہدیں رواں دواں
کارواں در کارواں
عزتوں کے ہیں امیں حرکت المجاہدیں
باعث صد ناز ہیں
سر تا پا اعجاز ہیں
کارگل کے یہ مکیں حرکت المجاہدیں
کارگل کی چوٹیاں
برف پوش وادیاں
پیروں نیچے روند دیں حرکت المجاہدیں
وزیر اعظم واجپائی
آٹھ لاکھ فوج بھی
ہے پریشاں و حزیں حرکت المجاہدیں
مشکلوں میں ہیں گھرے
سارے بال ٹھا کرے
پیٹتے ہیں سر لعیں حرکت المجاہدیں

ساتھیو بڑھے چلو
بڑھے چلو مجاہدو
کامیابی ہے قریں حرکت المجاہدیں
وادیٔ کشمیر ہو
کفر کی جاگیر ہو!
ایسا ہو سکتا نہیں حرکت المجاہدین
قدم بڑھاؤ ساتھیو
خون بہاؤ ساتھیو
اپنی ہے یہ سرزمیں حرکت المجاہدیں
کشمیر اب آزاد ہو
ہر طرح آباد ہو
شاد ہو ہر مکیں حرکت المجاہدیں

تائید آسمانی دررد نشان آسمانی

(مولانا محمد جعفر تھانیسری) =/۱۰ روپے

بخاری اکیڈمی دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

ماسٹر خورشید احمد صدف جالندھر فیصل آباد

یہ کشمیر سے آرہی ہے صدا

صدائے مجاہد پہ کچھ غور کر
خدا کے لیے جی، خدا کے لئے مر
یہی ہے مسلماں کی شانِ وفا
یہ کشمیر سے آرہی ہے صدا
کہ ہے باطل و حق کا اب معرکہ

اپنے مظلوم بھائیوں کی فریاد سن
سسکتی ماؤں بہنوں کی روداد سن
سن! معصوم بچوں کی آہ و بکا
یہ کشمیر سے آرہی ہے صدا
کہ ہے باطل و حق کا اب معرکہ

ہے کشمیر اپنا یہ دعویٰ کرو
ظلمت شب کا کچھ تو مداوا کرو
نہیں تم سے کشمیر ہرگز جدا
یہ کشمیر سے آرہی ہے صدا
کہ ہے باطل و حق کا اب معرکہ

اٹھو ان کے شانہ بشانہ لڑو
رکھے یاد تم کو زمانہ، لڑو
یہی وقت ہے ان کی امداد کا
یہ کشمیر سے آرہی ہے صدا
کہ ہے باطل و حق کا اب معرکہ

باندھ کر اپنے سر پہ کفنِ دوستو
تازہ کر دو وہ طرز کہن دوستو
کوئی خالد بنے، کوئی شیر خداؓ
یہ کشمیر سے آرہی ہے صدا
کہ ہے باطل و حق کا اب معرکہ

گر مجاہد یونہی آگے بڑھتے رہے
اور کشمیر میں جا کے لڑتے رہے
ہوگا کشمیر آزاد اک دن مرا
یہ کشمیر سے آرہی ہے صدا
کہ ہے باطل و حق کا اب معرکہ

خدا کے لئے اب تو غفلت کو چھوڑ
من و توکی باہمی نفرت کو چھوڑ
چھوڑ کر فرقہ بازی کو میداں میں آ
یہ کشمیر سے آرہی ہے صدا
کہ ہے باطل و حق کا اب معرکہ

صدف میرا کشمیر آزاد ہو
بہر شکل اک روز یہ شاد ہو
تمنا ہے دل کی، یہی ہے دعا
یہ کشمیر سے آرہی ہے صدا
کہ ہے باطل و حق کا اب معرکہ

محمد مغیرہ: جامع مسجد احرار چناب نگر

غیبت اور بہتان اسلامی اخوت کے لیے زہر قاتل

دنیا میں مختلف حیثیتوں سے رشتے قائم ہیں اور ہر تعلق اور رشتہ عارضی حیثیت رکھتا ہے۔ جبکہ ایک ایسا رشتہ بھی موجود ہے جس کو اتنا دوام حاصل ہے کہ کائنات کو اتنا دوام حاصل نہیں۔ وہ ہے اسلام کا رشتہ خالق کائنات نے ایمان والوں کو ایک دوسرے کا بھائی قرار دیا ہے۔ انسان خواہ کسی قبیلہ کا ہو نسل، رنگ، شکل و صورت، امیر غریب کا امتیاز نہیں بس اسلام قبول کرنے سے ہی باہمی رشتہ قائم ہو جاتا ہے۔ اس رشتہ کی باہمی شکل و صورت کا خدوخال کچھ اس طرح سے ہے۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا:۔ ایمان والوں کو باہم ایک دوسرے پر رحم کرنے اور شفقت و مہربانی کرنے میں جسم انسانی کی طرح دیکھو گے کہ جب اس کے کسی عضو کو تکلیف ہوتی ہے تو جسم کے باقی حصہ بخار اور بے خوابی میں اس کے شریک ہو جاتے ہیں۔

ایسے ہی ایک جگہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی رشتہ کی مضبوطی کو واضح کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ "ایمان والوں کا تعلق دوسرے ایمان والوں سے ایک مضبوط عمارت کے اجزا کا سا ہونا چاہیئے کہ وہ باہم ایک دوسرے کی مضبوطی کا ذریعہ بنتے ہیں اور ان کے ایک ساتھ اجزاء رہنے سے عمارت کھڑی رہتی ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان والوں کے اس باہمی ربط و تعلق کا نمونہ دکھانے کے لیئے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر بتایا کہ مسلمان کو اس طرح باہم مل کر ایک مضبوط دیوار بن جانا چاہیئے جس کی اینٹیں باہم پیوستہ اور ایک دوسرے سے جڑی ہوئی ہوں اور ان میں کہیں خلا نہ ہو"۔

اسلام نے مسلمانوں کو باہمی محبت و پیار سے رہنے کی تلقین فرمائی ہے اور ہر ایسی چیز جس سے باہمی نزاع کی توقع ہو اس سے حکماً منع فرمایا ہے تاکہ وہ اسباب جو باہمی مناقشت کا سبب ہوں اس کے انسان قریب ہی نہ جائے تاکہ باہمی فتنہ و فساد نہ پیدا ہو جائے۔ اور حضور علیہ السلام نے وہ تمام امور جن سے انسان کے باہمی تعلقات خراب ہونے کا خدشہ تھا بتا دیئے تاکہ امت کے افراد ان سے بچ کر باہمی خوشی خوشی زندگی کے لمحات گذار سکیں۔

(۱) تم دوسروں کے متعلق بدگمانی سے بچو کیونکہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے۔

یہ ایک قسم کا جھوٹا وہم ہوتا ہے جو شخص اس بیماری میں مبتلا ہو اس کا حال یہ ہوتا ہے کہ جس کسی سے اس کا ذرا سا اختلاف ہو اس کے ہر کام میں اس کو بدنیتی ہی بدنیتی معلوم ہوتی ہے پھر محض اس وہم اور بدگمانی کی بنا پر وہ اس کی طرف بہت سی ان ہونی باتیں منسوب کرنے لگتا ہے پھر اس کا اثر قدرتی طور پر ظاہری برتاؤ پر بھی پڑتا ہے پھر اس دوسرے شخص کی طرف سے بھی اس کا رد عمل ہونا یقینی امر ہے اور اس طرح دل پھٹ جاتے ہیں اور اچھے تعلقات ہمیشہ کے لئے خراب ہو جاتے ہیں۔

(۲) تم کسی کی کمزوریوں کی ٹوہ میں نہ رہا کرو۔

(۳) جاسوسی کی طرح رازدارانہ طریقہ سے کسی کے عیب معلوم کرنے کی کوشش بھی نہ کیا کرو۔

(کیونکہ اللہ کا قانون ہے جو کوئی اپنے مسلمان بھائی کے چھپے عیبوں کے پیچھے پڑے گا اور اس کی رسوا کرنا چاہے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے عیوب کے پیچھے پڑیگا اور جس کے عیوب کے پیچھے اللہ پڑیگا اس کو ضرور رسوا کریگا اگرچہ وہ اپنے گھر کے اندر ہی ہو)

(۴) اور ایک دوسرے پر بیجا بڑھنے کی ہوس نہ کرو۔

(۵) نہ آپس میں حسد کرو (حسد یہ ہے کہ کسی کو اچھی حالت میں دیکھ کر ٹھنڈی آنکھ سے اس کو نہ دیکھ سکنا۔

(۶) آپس میں بغض و کینہ (نہ) رکھو

(کہ حسد اور بغض ایسی صفات قبیحہ ہیں جس سے پچھلی امتوں کے دین و ایمان برباد ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ دین کو ختم کردینے والی ہیں) جبکہ کینہ اور بغض ایسی چیزیں ہیں جس کے دل میں ہوں اس کی مغفرت نہیں کی جاتی جب تک کہ بغض و کینہ سے دل خالی نہ ہو)

(۷) ایک دوسرے سے منہ نہ پھیرو۔

یہ وہ امور ہیں جن سے باہمی دلوں میں نفرت پیدا ہوتی ہے اور ایمانی تعلق جس محبت و پیار و ہمدردی اور اخوت کو چاہتا ہے اس کا امکان بھی باقی نہیں رہتا۔

دنیا میں مختلف تنظیمیں موجود ہیں جو انسانی حقوق کے تحفظ کا نعرہ لگا رہی ہیں اور وہ خود ہی اپنی سوچ پر انحصار کر کے قانون بنا چکی ہیں کہ یہ انسان کے حقوق ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ ان کا دماغ اس جگہ پر پہنچ ہی نہیں سکا کہ انسان کے حقوق کیا ہیں تو پھر ان کا تحفظ چہ معنیٰ دارد۔

دنیا جانتی ہے کہ انسان کا خالق اللہ تعالیٰ ہے اور صانع ہی زیادہ جانتا ہے کہ اس کی بنائی ہوئی مشین کو کیا ضرورتیں ہیں اور کیا کیا اشیاء ایسی ہیں جو اس کے لئے نقصان وہ ہیں اور کسی چیز سے اس کو فائدہ تامہ حاصل ہو سکتا ہے۔ اس لئے عقلی طور پر وہی ہے اس قابل کہ جو کچھ اس نے انسان کے فائدے کی چیزیں بنائی ہیں انہیں سے فائدہ ہو گا جو عمل انسان کے لئے نقصان کا باعث بتایا گیا ہے اس سے ہمیشہ نقصان ہی ہو گا۔ اس لئے اللہ نے ہر وہ عمل جس سے انسان کو تکلیف ہوتی ہو خواہ ظاہراً ہو جیسے قتل کرنا لساناً ہو جیسے غیبت و بہتان قلباً ہو جیسے کینہ بغض و حسد وغیرہ ان سے سختی سے منع کر دیا گیا۔ اور ان پر سخت سے سخت سزاؤں کا حکم فرمایا۔

اسلام میں انسان کی عزت و آبرو کا جتنا تحفظ موجود ہے کسی اور قانون میں ملنا مشکل ہے اے کاش لوگ اس کو سمجھتے سوچتے اور اسلام ہی کی پیروی کرتے کہ انسان کی عظمت و وقار کا اسلام نے کتنا خیال کیا ہے۔

پیغمبر علیہ السلام نے اسلامی رشتہ کو مضبوط بنانے اور مسلمان کی عزت و آبرو کے لیے ایک بے مثال

قانون دیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ "ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اس پر کوئی ظلم نہ کرے اور اس کو بے مدد کے نہ چھوڑے اور اس کو حقیر نہ جانے اور اس کے ساتھ حقارت کا برتاؤ نہ کرے اور حدیث کے آخر میں فرمایا جو احترام مسلم کے لیے حرف آخر کی حیثیت رکھتا ہے کہ

کسی انسان کے برا ہونے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ مسلمان بھائی حقیر جانے اور اس کے ساتھ حقارت سے پیش آئے (اور) مسلمان کی ہر چیز دوسرے مسلمان کے لئے قابل احترام ہے اس کا خون اس کا مال اس کی عزت و آبرو (اس لئے ناحق اس کا خون بہانا اس کا مال لینا اور اس کی آبروریزی کرنی یہ سب کا سب حرام ہے) یہ ایک مختصر سا خاکہ ہے اسلامی (محبت و پیار بھرے) معاشرہ کا جیسے تقریباً تقریباً کوئی نہیں جانتا دین اسلام سے پہلے لوگ انسان ہونے کے باوجود حیوانیت پر اترے ہوئے تھے ڈاکہ، چوری، زنا، ظلم و زیادتی عام تھی اور یہ سب امور قبیحہ لوگ تفاخر سے کرتے ہیں مگر دین اسلام کے بعد اسلام نے انسان کے حقوق کا تعین کیا عزت و آبرو کا تحفظ یقینی بنایا جس سے یہ ہوا کہ جو لوگ انسانیت کے دشمن تھے لوگوں کے ہمدرد بنے عزت لوٹنے والے عزت و آبرو کے تحفظ کرنے والے بنے جس سے ایک ایسا معاشرہ تشکیل پا گیا کہ محسن انسانیت صلی اللہ علی وسلم نے فرمایا "سب زمانوں سے یہ زمانہ بہتر ہے جیسے جیسے زمانہ نبوت ہم سے دور ہوتے چلے جارہے ہیں اتنے ہی اچھائی سے دور ہوتے چلے جارہے ہیں۔ اب زمانہ ایسا ہے کہ لوگ مسلمان ہونے کے باوجود تعلیمات اسلام سے عدم واقفیت کی بنا پر وہی اسلام سے پہلے کافروں والے کرتوت اپنا رہے ہیں فرق صرف یہ ہے کہ وہ پکے کافر تھے جبکہ ہم مسلمان ہونے کا دعویٰ بھی کرتے ہیں مگر اسلامی اصولوں کو نہ اپنا کر بے راہ روی کا شکار ہیں وہی چوری ڈاکہ ظلم و ستم اور ہر قسم شر و فساد ہمہ جہت معاشرہ میں عام ہے جو اخوت اسلامی کے لئے سخت نقصان دہ ہے معاشرہ اس قدر بگاڑ کا شکار ہے کہ الامان والحفیظ۔

جیسے اسلامی تعلیمات کے ساتھ ہی اس کو صحیح سمت پر لایا جاسکتا ہے۔ مگر انسان اس طرف توجہ کرنے کے لئے تیار ہی نہیں۔ انسان انسان کا دشمن عزت و آبرو کے تحفظ نام کی کوئی چیز دنیا میں موجود نہیں۔

عام انسان کو کجا حالات اس قدر بگاڑ کا شکار ہیں کہ ماں باپ کا تقدس باپ بیٹے کے باہمی رشتہ کا تقدس باقی نہیں۔ آج تو ہر آدمی دوسرے کو ختم کرنے زیر کرنے کے در پے ہے۔ بیٹا اگر باپ کے قتل کرنے کے لئے دوستوں سے مشورہ کرتا ہے تو باپ بھی بیٹے کو ٹھکانے لگانے کا سوچ رہا ہے اس دور میں ایک عام آدمی دوسرے کے لیے کیا کچھ نہ سوچتا ہو گا۔

ظاہری اعتبار سے اگر کسی کے پاس قانونی شکنجے سے بچنے وسائل موجود ہیں تو دوسرے کو قتل کرنے سے بھی گریز نہیں کیا جاتا عزت و آبرو کو پامال کرنا تو مسئلہ ہی نہیں۔ جہاں کہیں آپ بیٹھ جائیں آپ کو ہر آدمی دوسرے کے پیچھے پڑا ہوا نظر آئیگا کوئی برائی ایسی نہیں، جو دوسرے سے منسوب نہیں کرے گا اور یہ فعل بد لوگوں کے لیے دلی سکون کا سبب بنتا ہے اور آپ میں وہ ایک قلعہ فتح کرنے کی طرح لگا ہوا ہوتا ہے

برائی سننے سنانے میں لطف اندوزی یہ ایسی وبا ہے جو معاشرہ کو لپیٹ میں لے کر بالکل ہی تباہی کے دہانے پر پہنچا چکی ہے اس کا علاج حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی روشنی میں ہی کیا جاسکتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

میرے ساتھیوں میں سے کوئی دوسرے کی (بری) بات مجھے نہ پہنچایا کرے میں چاہتا ہوں کہ جب میں تم لوگوں میں آؤں تو میرا دل (سب کی طرف سے صاف اور) بے روگ ہو۔

اس سے واضح ہوا کہ دوسروں کے متعلق ایسی باتیں سننے بھی آدمی کو پرہیز کرنا چاہیے جس سے اس کے دل میں کسی کے لئے بدگمانی یا اس کے لیے رنجش پیدا ہونے کا امکان ہو۔

جبکہ آج کا مسلمان اسی تلاش میں ہے کہ دوسرے کے عیب سے مطلع ہو جائے یا کوئی بات سنائی جائے جس سے دوسرا بدنام ہو۔ اور دوسرے کو بدنام کرنے کے لئے جھوٹا قصہ گھڑنا دوستوں سے جھوٹی گواہی دلانا اور اس پر اگر ضرورت پڑے تو جھوٹی قسم سے بھی دریغ نہ کرنا نہ دنیا میں کسی کا ڈر نہ آخرت کا مقصد اپنے نفس کو خوش کرنا ہے اور بس۔

مگر اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ یہ خوش وقتی ہے جبکہ اس کا رد عمل میں کیا ہونے والا ہے اس سے بے خبر رہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

اے وہ لوگو: جو زباں سے ایمان لائے ہو اور ایمان ابھی ان کے دلوں میں نہیں اترا کہ مسلمانوں کی غیبت نہ کیا کرو اور ان کے چھپے ہوئے عیبوں کے پیچھے نہ پڑا کرو اگر کوئی ایسا کرے گا تو اللہ تعالیٰ کا معاملہ بھی اس کے ساتھ ایسا ہی ہوگا جس کے ساتھ اللہ کی طرف سے یہ معاملہ ہوگا اللہ تعالیٰ اس کو اس کے گھر میں رسوا کریگا اس حدیث سے اس بات کی بھی وضاحت ہو گئی کہ جو کسی مسلمان کی غیبت کرے یہ ایک ایسی منافقانہ حرکت ہے جو صرف ایسے لوگوں سے سرزد ہو سکتی ہے جو صرف زبان کے مسلمان ہوں اور ان کے دل ایمان سے خالی ہوں اس لئے وہ شخص جس کا خصوصیت کے ساتھ دوسرے کی برائی کے تذکرے سے لطف اندوزی مشغلہ ہے وہ توجہ کرے اور پڑتال کرے کہ اس فعل بد سے واقعی کہیں کام صاف تو نہیں ہو گیا اور اگر اللہ کے خاص فضل و کرم سے کوئی ایمان کی رمق باقی ہے تو آئندہ سے توبہ و استغفار کرے اور اس فعل بد سے اجتناب کرے۔

کیونکہ یہ ایسا گناہ کبیرہ ہے جو زنا جیسے جرم سے زیادہ جرم ہے جب صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے غیبت کلی زنا سے بڑا جرم ہونے کی وجہ پوچھی تو آپ نے وجہ یہ بیان فرمائی کہ زنا کبیرہ گناہ ہے مگر توبہ سے معاف ہو سکتا ہے جبکہ غیب کا گناہ توبہ سے بھی معاف نہیں ہوتا جب تک کہ جسکی غیبت کی گئی ہو وہ معاف نہ کرے ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے پوچھا کہ تم جانتے ہو غیبت کیا چیز ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول جانتے جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا اپنے کسی بھائی کا اس طرح ذکر کرنا جس سے اس کو ناگواری ہو (بس یہی غیبت ہے)

صحابہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر وہ برائی اسی میں موجود ہو تو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہی تو غیبت ہے۔ اگر اس میں برائی نہیں تو بھی وہ بہتان ہے اور واضح ہو کہ بہتان کا گناہ غیبت سے بڑھ کر ہے۔

بہتان کیا ہے:۔ کسی شخص کی طرف کسی گناہ یا برائی کی نسبت کرنا جس سے وہ بالکل بری ہو۔

جب انسان ایک دفعہ اسلام کی متعین کردہ حدود و قیود پھلانگ جائے اگر اس کو گناہ سمجھ کر توبہ کر لے تو بہتر اور اگر اس کے برعکس اپنے کیے پر خوش و خرم ہو تو پھر غیر محسوس طریقہ سے بقیہ اخلاق حدود و قیود توڑنا اس کے لئے آسان ہو جاتا ہے کسی کی غیبت کرتے کرتے جب سمجھتا ہے کہ اس میں مجمع حسب منشاء کامیابی نہیں ہو سکی تو پھر بہتان تراشی کی طرف قدم اٹھتا ہے۔ معاشرہ میں آپ گھوم جائیں جہاں بھی کوئی باہمی منافقت یا تنازع آپ کو نظر آئے گا اس کی اصل وجہ اکثر غیبت یا بہتان ہی ہو گی۔ اب تو لوگ اتنے چالاک ہو گئے ہیں کہ ایک فیصد ظاہراً اگر گناہ کا شبہ ہو جائے تو اس کو گناہ ثابت کرنے کے لئے ننانوے فیصد بہتان ساتھ ملا دیتے ہیں۔ یہ کام نہایت ہی آسانی سے انجام کو پہنچ سکتا ہے بلکہ دائیں ہاتھ کا کھیل سمجھو۔ کہ سننے والا دم بخود ہو جاتا ہے۔ گو کہ معاشرہ اس قدر گدلا ہو چکا ہے کہ خیر و سچائی کی توقع نہیں تاہم ایک دوست نے اپنے پر لگے الزام کا قصہ جس سے وہ بہت ہی حیرت زدہ تھا کہ قصہ سناتے ہوئے اپنے اوپر کنٹرول نہ رکھ سکا وجود پر رقت طاری ہو گئی بات کرتے زبان لڑکھڑانے لگی اور آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑی جاری ہو گئی اور بڑی مشکل سے اپنے پریشان لمحات کی آپ بیتی سنائی اس نے کہا میں ایک فیکٹری میں ملازم ہوں اور سینئر ہونے کی وجہ سے بعض امور کی صحیح اعزازی نگرانی دیدی گئی فیکٹری کے امور میں حتی المقدور کوشش کرتا رہا کہ اگر کوئی باہمی شکایت ہو تو نچی سطح پر ہی دور کر دی اور محسوس ہوتا کہ کنٹرول سے کچھ باہر ہو رہا ہے تو تو دبے لفظوں اور مناسب نقطوں میں مالک کو بتا دیتا۔ یا یہ کہ اگر کوئی شکایت عام ہو جاتی اور یقین ہو جاتا کہ کسی نہ کسی طرح مالک کو علم ہو جائے گا تو بھی مناسب طریقہ سے مالک کو اس کی اطلاع کر دیتا مگر افسوس کہ جن افراد سے متعلق شکایت ہوتی میں مالک کو بلا کر یہ کہ دیتا کہ اس کی طرف سے آپ کی شکایت آئی ہے میں نے کئی مرتبہ فیصلہ کیا کہ آئندہ مالک تک شکایت نہیں پہنچاؤں گا مگر پھر بھی مجبوراً حالات کے تقاضے پر مالک کو بتانا پڑتا جس سے میرے ساتھ کام کرنے والوں کے دل میں ایک غیر محسوس طریقہ سے جذبہ انتقام ابھرنا شروع ہو گیا بلاآخر ایک گھرے منصوبے کے تحت ایک عجیب سی شکایت تیار کر لی گئی اور ایک شخص کو اسی شکایت کی تکمیل کے لیے اقرار کرنے کے لئے جیسے کیسے تیار کر لیا اور وہ شکایت بجائے خود پہنچانے کے کسی اور کا واسطہ بنا کر مالک تک پہنچا دی اور منصوبہ سازی اس کے معاون بن گئے مالک نے تفتیش شروع کی تو تیار کردہ آدمی پیش ہوا اس نے کیا کہا اللہ جانے جبکہ منصوبہ سازوں نے زمین و آسمان کے قلابے ملانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔

آخر انسان ہونے کے ناطے مالک نے ضرور کچھ تاثر لیا ہو گا۔ اس کے بعد فیکٹری کے افراد کو ایک ایک کر

کے قصہ سے مطلع کیا کہ اب پتہ چلے گا کیا بھاؤ بکتا ہے۔

جب منصوبہ سازوں کا پتہ چلا تو جن ہاتھوں یہ پروگرام طے پایا شکل و صورت میں شاید ہی ان پر کوئی جھوٹ کا شک کرے رات دن تسبیحات و نوافل میں معروف رہنے والے مگر اس دوست نے بقول کہ میں اس پورے قصہ پر حیرت زدہ ہوں اور حلفیہ کہنے کو تیار ہوں کہ میرا اس شکایت سے کوئی تعلق نہیں مگر بہتان تراشی کرنے والے اس ظلم کرنے پر خوش ہیں اور خیال ہی نہیں کہ ہم سے بہت بڑی غلطی ہوئی ہے۔ ظاہر ہے اس کے بعد حالات باہمی کیسے بحال رہ سکتے ہیں۔ یہ ہیں غیبت کی کارستانیاں اگر غیبت اور بہتان اسلامی اخوت کے لئے زہر قاتل نہ ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی اس سے بچنے کی تلقین نہ فرماتے

بہر کیف بات یقینی ہے کہ اسلامی اخوت کے لیے زہر قاتل غیبت اور بہتان سے زیادہ اور کوئی نہیں یہ فرمان آج سے چودہ سو برس پہلے کا ہے اور قیامت تک اس کا تجربہ اس بات کا شاید ہو گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سچ فرمایا

اس لئے مسلمانوں کو چاہیے کہ اسلامی اخوت کا خاص خیال رکھیں جب ہم اسلامی تعلیمات کے مطابق باہم ایک تھے تو دشمن ہمارے سامنے ٹھہرنے کی جرأت نہیں کر سکتا تھا جب سے ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے منہ پھیرا ہے ہر جگہ ذلت و رسوائی ہمارا مقدر بن گئی ہے بھائی بھائی کا دشمن بن گیا ہے آپ معاشرہ میں پھریں تحقیق کریں جہاں کہیں کوئی نزاع ملے گا اس کی وجہ اکثر کوئی نہیں ہو گی صرف اور صرف یہی صفات قبیحہ ہی ایک دوسرے کے نزاع کا سبب ہیں

آئیے۔ آج وقت ہے معاشرہ کو بہتر بنانے کے لئے اسلامی تعلیمات کے مطابق دوسرے بھائی بھلائی سوچیں دوسرے کی خیر خواہی عزت و آبرو کا خیال رکھیں ورنہ ہماری بھی عزت آج بالکل کسی وقت کسی کے ہاتھوں تار تار ہونے والی ہے۔

برصغیر میں مطالعہ قرآن

کے موضوع پر تحقیقی مجلہ سہ ماہی

صفحات: 400
قیمت 100 روپے

"فکر و نظر"

بذریعہ رجسٹری: 120 روپے
سالانہ چندہ -/200 روپے

کا خصوصی شمارہ شائع ہو گیا ہے اپنی کاپی کے لئے فوراً لکھئے:

ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی پوسٹ بکس نمبر 1035، اسلام آباد۔

عبدالرشید ارشد

مٹھی بھر بے بصیرت اور بے حمیت حکمران و سیاست دان، جھوٹ میں گوبلز کے کان کاٹ کر قوم کو اپنے رنگ میں رنگنا چاہتے ہیں۔

پانچ لاکھ اور پسند کی جگہ گھر کی پیش کش شہیدا کے خون سے غداری اور ان کے لواحقین کے زخموں پر نمک پاشی ہے۔

(جوہر آباد ۶، جولائی) ہیومن رائٹس فاؤنڈیشن آف پاکستان کے وائس چیئرمین اور سابق سٹاف سیکرٹری عبدالرشید ارشد نے یہاں ایک بیان میں بارڈر پر موجودہ صورت حال کا تجزیہ کرتے ہوئے کہا کہ بڑی شرم کی بات ہے کہ لمحہ لمحہ "اللہ کے فضل سے ہم نے ملک کے دفاع کو ناقابل تسخیر بنا دیا ہے" کا نعرہ لگانے والی قیادت امریکی دہشت گرد کی ایک گیدڑ بھبھکی پر جھاگ کی طرح بیٹھ گئی اور اس سے زیادہ شرمناک بات یہ ہے کہ مجاہد وَل طرز کے سیاستدان، پروفیسر سجاد میر طرز کے دینی رہنما اور الطاف قریشی یا مجیب الرحمن شامی طرز کے صحافی بھی قیادت کی بے حمیتی پر ہم نوا بن گئے۔ گویا۔

یہ ناداں گر گئے سجدے میں جب وقت قیام آیا

انہوں نے کہا کہ بصیرت مومن کا سرمایہ تھی مگر آج ہم نے اسے اس لئے طلاق دے دی ہے کہ یہ ہمارے مغربی آقاؤں کو پسند نہیں۔ کلنٹن جو مسلمہ طور پر اوباش اور عالمی دہشت گرد ہے کے اشارۂ ابرو پر یہ ٹولہ دم ہلاتا ہے اور بھول جاتا ہے کہ مسلمان ہونے کے ناطے اس کی سپر پاور ایک ایسی ہستی ہے جو امریکہ برطانیہ سے ہر طرح بہتر تحفظات دینے پر قادر ہے۔

گذشتہ ۵۲ سال کے دوران یہ المیہ تاریخی حقیقت بن کر سامنے آیا کہ حکمران ٹولے کو کشمیر سے، کشمیری مسلمانوں سے کوئی محبت نہیں ہے بلکہ پاکستان سے بھی، یہ نام ہر الیکشن میں عوام کو بے وقوف بنانے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ ۱۹۴۸ء میں فتح چند قدم پر تھی کہ جنرل گریسی نے لیاقت علی مرحوم کو دبا کر جنگ بند کرا دی، ۶۵ء کی بازی تاشقند میں ہاری اور معاہدہ تاشقند کو صلح حدیبیہ بنا کر قوم کے سامنے رکھا گیا اور اب کشمیری مسلمانوں اور مجاہدین کی پیٹھ میں خنجر اتار دیا گیا۔

آج تک جھوٹ کا بادشاہ جرمنی کا وزیر اطلاعات گوبلز بتایا جاتا ہے، آج ہمارا میڈیا بھارت کے جھوٹ کا پول کھولتے نہیں تھکتا مگر ہم یہ بھول جاتے ہیں کہ آج مسلمہ طور پر جھوٹ کی شہنشاہ ہماری قیادت ہے، بے ریش وزیراعظم اور باریش صدر مع اپنے حواریوں کے۔ جھوٹ چہرے کی رونق کا دشمن ہے اور پاکستانی قوم کا ہر سمجھدار ٹی وی پر اپنے قائدین کے چہروں کی رونق سے ان کے جھوٹ کی گہرائی ناپ سکتا ہے ہم کسی کی نشاندہی نہیں کرتے۔

بد نصیبی کی بات تو یہ ہے کہ ہمارے حکمرانوں کو یہ بھی شعور نہیں ہے کہ کونسی بات کب کہنی ہے۔ شہدا کی تدفین جاری ہے، زخمیوں کے زخموں سے خون رس رہا ہے۔ حکمرانوں کی بزدلانہ پسپائی سے ورثاء کا دُکھ دیدنی ہے۔ بجائے زخموں پر حکمت و تدبر سے پھایا رکھنے کے۔ شہدا کی شہادت اور معذوروں زخمیوں کی معذوری کی قیمت پانچ لاکھ اور مرضی کا ایک گھر یا صرف پانچ لاکھ لگائی جارہی ہے۔ تف ہے ایسی فہم و فراست پر۔

حکمران ٹولے سے سوال کیا جاسکتا ہے کہ کیا وہ اپنا کوئی پیارا اپنی اس لگائی گئی قیمت پر اپنی آنکھوں کے سامنے دفن کرنا یا معذور بنوانا پسند کرینگے۔ قوم چندہ کر کے کسی ایک کے لئے یہ قیمت ادا کردیگی۔

ہم نہیں کہتے، لوگ کہتے ہیں کہ لاہور کے تاجر نے اپنی چینی کی بھارت کو برآمد کے ممکنہ تعطل کو روکنے کے لئے سارا ڈرامہ رچایا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

خوشخبری

سیرتِ طیبہ اور تعلیمات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا نقیب، علمی و تحقیقی مجلہ

ششماہی

العالمی السیرۃ

مدیر سید فضل الرحمٰن

پہلا شمارہ شائع ہو گیا ہے

صفحات ۳۲۸ قیمت ۸۰ روپے

بلند پایہ تحقیقی و علمی مضامین۔ عمدہ کمپوزنگ، خوبصورت سرورق اور معیاری طباعت،

اہم مضامین

* سیرت کیا ہے؟ سیرتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، * السیرۃ النبویہ، توقیتی تضادات کا جائزہ * سیرتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور سائنسی تجربیت کی روحانی بنیادیں،
* قرآن اور صاحب قرآن، عملی پہلو، * ہادیٔ اعظم کا سفر ہجرت، تاریخوں میں اختلاف کی تحقیق، * برصغیر میں سیرت نمبروں کا اجراء، * مزدوروں کے حقوق و فرائض، تعلیمات ہادیٔ اعظم کی روشنی میں، * گداگری کی مذمت

مقالہ نگار

*حضرت مولانا سید زوار حسین شاہ صاحب رحمہ اللہ *ڈاکٹر مفتی محمد مظہر بقا، *مفتی محمد ضیاء الحق دہلوی، *مولانا محبوب حسن واسطی * پروفیسر ظفر احمد *ڈاکٹر محمود الحسن عارف
* ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر * ڈاکٹر حافظ محمد ثانی * ڈاکٹر صلاح الدین ثانی، *سید فضل الرحمٰن (مدیر) * سید عزیز الرحمٰن (نائب مدیر)

سیرتِ طیبہ کے موضوع پر ایک وقیع علمی پیشکش، ایک قیمتی دستاویز، اہل علم کے لئے خاص تحفہ،

زوار اکیڈمی پبلی کیشنز

بی ۴/۱۷ ناظم آباد نمبر ۴، کراچی-۱۸،
پوسٹ کوڈ: ۷۴۶۰۰-فون: ۶۶۸۴۷۹۰

خادم حسین

حسنِ انتقاد

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے

"تاریخ تحفظ ختم نبوت سیریز"

جواں عزم اور جواں فکر محمد طاہر رزاق تحفظ ختم نبوت کے جذبہ سے سرشار انتھک کارکن ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں لکھنے پڑھنے کی صلاحیت عطا فرمائی تو اس نعمت کو تحفظِ ختم نبوت کے لئے وقف کرنے کی توفیق بھی عطا فرمائی۔ حال ہی میں انہوں نے تاریخ تحفظ ختم نبوت سیریز کا سلسلہ شروع کیا ہے اور اس کے تحت ان کی پانچ کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں یہ سلسلہ تاریخ دراصل قادیانیوں کی تاریخ احمدیت کا جواب ہے۔ مؤلف نے مختلف کتابوں اور رسائل و جرائد میں بکھرے ہوئے واقعات کو نہایت سلیقے سے جمع کیا ہے۔ اکابر احرار کی تاریخ، ردّ قادیانیت میں مجلس احرار کا عظیم الشان کردار۔ علماء حق کی جدوجہد، زرّیں واقعات اور ایمان افروز یادیں ان کتابوں کی زینت ہیں۔ طاہر رزاق اس سلسلہ تاریخ کو مزید آگے بڑھا رہے ہیں۔ ان کی خدمت میں گزارش ہے کہ واقعات کے حوالہ جات کا خصوصی اہتمام فرمائیں اس سیریز کے سلسلہ نمبر ۵ "دفاع ختم نبوت" کے صفحہ ۱۲۷ سے ۱۹۶ تک ایک طویل مضمون "تحریک تحفظ ختم نبوت اور احرار کے کارنامے" شائع ہوا ہے جو بزرگ احرار کارکن محترم شیخ عبدالمجید امرتسری (حال مقیم گوجرانوالہ) کی یادداشتیں ہیں اور نقیب ختم نبوت میں قسط وار شائع ہوئی تھیں۔ اس میں نہ تو مولف کا نام ہے اور نہ نقیب ختم نبوت کا حوالہ ہے موجودہ ایڈیشن میں مضمون کے آغاز میں تصحیح کر دی جائے اور آئندہ ایڈیشن میں بھی اس کا خیال رکھا جائے۔

اللہ تعالیٰ انہیں ہمت، حوصلہ اور توفیق عطا فرمائے اور تحفظ ختم نبوت کے لئے ان کی محنت کو قبول فرمائے اور اخلاص عطا فرمائے۔ (آمین) انکی تازہ کتابیں درج ذیل ہیں۔

(۱) * شمعِ ختم نبوت کے پروانوں کی باتیں (۲) * کاروان تحریک تحفظ ختم نبوت کے چند نقوش
(۳) * جنہیں ختم نبوت سے عشق تھا (۴) * تحریک ختم نبوت کی یادیں (۵) * دفاع ختم نبوت

ان میں ہر کتاب کی قیمت =/۸۰ روپے ہے اور یہ بخاری اکیڈمی دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان سے طلب کی جاسکتی ہیں۔

نایاب موتی :- ضخامت: ۱۷۶ صفحات

مرتب: انیس الرحمٰن قادری قیمت مجلد =/۶۶ روپے۔
کارڈ کور: =/۶۰ روپے تقدیم: مولانا حلیم اللہ قادری
ناشر: انجمن خدام الاسلام حنفیہ قادریہ ۲۸۵ جی ٹی روڈ باغبان پورہ لاہور

حضرت امام احمد علی لاہوری کے نام نامی سے کون واقف نہیں۔ اس صدی میں اللہ کی نشانیوں میں سے ایک تھے۔ انہوں نے اپنی حیات مستعار دین اسلام کی اشاعت و تبلیغ کے لئے وقف کر رکھی تھی۔ مدرسہ

قاسم العلوم اندرون شیرانوالہ لاہور میں ان کے دروسِ قرآن کریم، دروسِ حدیث، مجلس ذکر اور مجلسِ وعظ و نصیحت نے ہزاروں انسانوں کی زندگیاں بدل ڈالیں اور انہیں صراطِ مستقیم پر لا کھڑا کیا۔ ان کے خطبات انتہائی سادہ، دلنشیں اور پر مغز ہوتے تھے۔ گفتگو اتنی پر تاثیر ہوتی کہ لفظ لفظ سامعین کے دلوں میں اترتا چلا جاتا۔

حال ہی میں حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ کے خود نوشت خطبات "نایاب موتی" کے عنوان سے شائع ہوئے ہیں۔ خوبی یہ ہے کہ خود حضرت رحمہ اللہ کے ہاتھوں سے لکھے ہوئے ہیں اور انکا عکس کتاب کی زینت ہے۔ یہ قلمی مسودہ حضرت رحمہ اللہ کے فرزند ارجمند حضرت حافظ حمید اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس محفوظ تھا اور اب ان کے بیٹے برادرِ محترم مولانا حلیم اللہ قادری زید معالیکم اس امانت کو سنبھالے ہوئے تھے۔ انہوں نے ان نایاب موتیوں کی اشاعت کا اہتمام فرمایا اور محترم انیس الرحمٰن قادری نے انہیں بڑی محنت سے ترتیب دیا۔ حضرت امام لاہوری رحمہ اللہ کے خوبصورت رسم الخط کے ساتھ کتا[illegible] سے نایاب موتیوں کی حیثیت دو چند ہو گئی ہے۔ حضرت کے ان خطابات میں علم و [illegible] معاشرت و سیاست اور تاریخ و سیرت جیسے اہم موضوعات پر نایاب موتی بکھرے ہوئے ہیں۔ قار[illegible] مطالعہ ضرور کریں۔ صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کے لئے۔

*تذکرہ محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم

تالیف: ابو محمد عبدالکریم ندیم ضخامت: ۱۴۴ صفحات

ناشر: انجمن خدام الاسلام، جامعہ حنفیہ قادریہ۔ جی ٹی روڈ باغبانپورہ لاہور۔

رحمۃ للعلمین سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے پاکیزہ موضوع پر ایک خوبصورت کتاب ہے۔ مولانا عبدالکریم ندیم مبلغ اسلام ہیں اور اس پاکیزہ عنوان پر ان کی تقاریر کا یہ مختصر مجموعہ ہے۔

*دینی مدارس کا تحفظ اور امت کی ذمہ داریاں

مرتب حافظ محمد قاسم۔ ضخامت: ۴۸ صفحات

ناشر:۔ ادارۃ العلم والتحقیق، جامعہ ابی ہریرہ خالق آباد، نوشہرہ (سرحد)

زیر نظر کتابچہ: ۶، مئی ۱۹۹۹ء کو جناح پارک پشاور میں منعقدہ "تحفظِ دینی مدارس کانفرنس" میں کی گئی علماء کی تقاریر کا مجموعہ ہے۔ اس میں مولانا فضل الرحمٰن، مولانا عبدالغفور حیدری، مولانا محمد حسن جان، مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ، مولانا محمد خان شیرانی، مولانا امان اللہ، ڈاکٹر خالد محمود سومرو، مولانا محمد عبداللہ (بھکر) اور مولانا گل نصیب خان کی تقاریر شامل ہیں۔ پاکستان کی ہر حکومت نے دینی مدارس کو ختم کرنے، دینی نصاب تعلیم میں تحریف کرنے اور مدارس کے ذریعے ہونے والے دینی کام کو نقصان پہنچانے کی بھرپور سعی مذموم کی ہے مگر سورج پر تھوکا ہوا ہمیشہ ان لادین حکمرانوں کے منہ پر ہی گرا ہے۔ موجودہ حکمرانوں کو بھی اپنے پیش روؤں کی طرح دینی مدارس کی بہت تکلیف ہے ہمیں یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی تکلیف کو بھی دور فرمائیں گے اور دین کا کام اللہ کے فضل سے جاری رہے گا۔ اس کتابچہ کو جامعہ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کے مہتمم مولانا عبدالقیوم حقانی کے فرزند حافظ محمد قاسم نے مرتب کیا ہے۔

ششماہی "السیرۃ" العالمی

مدیر:۔ سید فضل الرحمٰن
ناشر: زوار اکیڈمی پبلی کیشنز
اے۔ ۴/۱۷ ناظم آباد نمبر ۴۔ کراچی ۱۷

کراچی سے شائع ہونے والا ایک منفرد ششماہی مجلہ جو صوری اور معنوی ہر لحاظ سے نہایت خوبصورت ہے۔ اس کا پہلا شمارہ ربیع الاوّل ۱۴۲۰ جون، ۱۹۹۹ء پیش نظر ہے اور جاذب نظر ہے۔ سرنامے پر لکھا ہے " سیرت طیبہ اور تعلیمات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا نقیب، علمی و تحقیقی مجلہ "......

اس میں شامل تحقیقی و علمی مضامین سرنامے کی عبارت کی تصدیق کرتے ہیں۔ حضرت مولانا سید زوار حسین شاہ صاحب رحمہ اللہ عالم باعمل تھے اور صاحب فکر و نظر بھی۔ مولانا سید فضل الرحمٰن شاہ صاحب ان کے فرزند ارجمند ہیں جو اپنے والد ماجد رحمہ اللہ کی وراثت علمی و دینی کو سنبھالے ہوئے ہیں۔ سید عزیز الرحمٰن ان کے بیٹے اور حضرت سید زوار حسین شاہ صاحب رحمہ اللہ کے پوتے ہیں۔ یہ السیرۃ کے نائب مدیر ہیں۔

سیرت طیبہ کا موضوع اتنا ہمہ گیر اور وسیع ہے کہ ایک مسلمان اور مؤمن کبھی سیراب نہیں ہو سکتا۔ پیاس اور طلب باقی رہتی ہے اور یہ سیرت کا معجزہ ہے۔ ملک میں بے شمار دینی رسائل و جرائد شائع ہو رہے ہیں جن میں "السیرۃ" نووارد ہے۔ نقش اوّل سے ہی اندازہ ہوتا ہے کہ کس سچے جذبے اور تڑپ کے ساتھ اس مجلے کا آغاز کیا گیا ہے یہ ششماہی رسالہ ہر سال یکم ربیع الاوّل اور یکم رمضان کو شائع ہوگا۔ تازہ شمارہ میں سیرت طیبہ کے مختلف گوشوں پر قرآن و حدیث سے مدلل و مرصع مضامین شامل ہیں۔ لکھنے والوں میں مولانا سید محبوب حسن واسطی، حضرت مولانا سید زوار حسین شاہ، ڈاکٹر، عبدالرؤف ظفر، مفتی محمد مظہر بقا، پروفیسر ظفر احمد، سید فضل الرحمٰن، ڈاکٹر صلاح الدین ثانی، ڈاکٹر محمود الحسن عارف، ڈاکٹر حافظ محمد ثانی، مفتی سمیع اللہ، سید عزیز الرحمٰن، ڈاکٹر حافظ منیر احمد خان، مفتی محمد ضیاء الحق دہلوی اور مولوی محمد زبیر شامل ہیں۔ نہایت جاندار اور تحقیقی مقالات و مضامین شامل ہیں جن کو پڑھ کر ایمان کو جلا ملتی ہے اور جذبہ حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم پروان چڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سلسلہ کو جاری رکھنے کی توفیق عطاء فرمائیں اور انہیں قبولیت سے نوازیں (آمین) شمارہ کی قیمت ۸۰ روپے ہے اور بیرون ملک ۱۸ امریکی ڈالر ہیں۔

خصوصی اشاعت

سہ ماہی فکر و نظر (جنوری تا جون ۱۹۹۹ء شمارہ نمبر ۳۔۴) " برصغیر میں مطالعہ قرآن" صفحات: ۳۹۵ صفحات۔ قیمت خصوصی شمارہ ۱۰۰ روپے سالانہ ۲۰۰ روپے۔
ناشر:۔ شعبہ مطبوعات، ادارہ تحقیقات اسلامی۔ بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

"فکر و نظر" ادارہ تحقیقات اسلامی کے زیر اہتمام شائع ہونے والا ایک علمی و تحقیقی مجلہ ہے۔ زیر نظر مجلہ اس کی خصوصی اشاعت ہے جو برصغیر میں مطالعہ قرآن کے حوالے سے گرانقدر تحقیقی مضامین کا خوبصورت مجموعہ ہے۔ چند عنوانات ملاحظہ ہوں۔

- ○ قرآن فہمی کے اصول (علمی کام کا جائزہ) ڈاکٹر عبدالرشید رحمت۔
- ○ برصغیر میں مطالعہ قرآن (تراجم و تفاسیر) ڈاکٹر اعجاز فاروق اکرم
- ○ برصغیر کے حوالے سے خدمات لغات القرآن کا تحقیقی جائزہ (ڈاکٹر فضل احمد) ○ مضامین قرآن کے اشاریے (عبدالعزیز عرفی) ○ بیان القرآن ایک جائزہ

(مولانا اشرف علی تھانوی) پروفیسر ڈاکٹر صلاح الدین ثانی۔ ○ مبہمات القرآن میں ایک اہم خطی کتاب، ڈاکٹر احمد خان ○ برصغیر کی چند اہم تفاسیر۔ ایک تقابلی جائزہ، خورشید احمد ندیم۔

مسلمانوں کا رشتہ جب تک قرآنِ کریم سے مضبوط و مستحکم رہا وہ غالب رہے اور جب سے اس میں کمزوری واقع ہوئی ہے تب سے مسلمان ہر میدان میں مغلوب ہو رہے ہیں۔ قرآن کریم لازوال کتاب ہے۔ اس سے تعلق استوار کرنے والے مغلوب نہیں ہو سکتے اور نہ ہی انہیں زوال آسکتا ہے۔ اس دور زوال میں سب سے زیادہ جس کام کی ضرورت ہے وہ خدمتِ قرآنِ کریم ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائیں۔ (آمین)

فکر و نظر کی حالیہ خصوصی اشاعت اسی فکر مندی اور خدمت قرآن کی ایک مضبوط کڑی ہے۔ مدیر فکر و نظر ڈاکٹر ساجد الرحمٰن صاحب اور شرکاءِ مجلس ادارت اس عظیم خدمت پر مبارکباد کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے (آمین)

ماہنامہ "نور علی نور" کراچی

ربیع الاوّل ۱۴۲۰ھ۔ جولائی ۱۹۹۹ء
اشاعت خاص بہ سلسلہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم
مدیر: مولانا عبدالرشید انصاری
قیمت اشاعت خاص =/۲۰ روپے
مقام اشاعت: مسجد عائشہ صدیقہ سیکٹر 11.B نارتھ کراچی 75850

مولانا عبدالرشید انصاری کی زیر ادارت کراچی سے شائع ہونے والے معیاری ماہنامہ "نور علی نور" کی خاص اشاعت جو سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس موضوع پر مشتمل ہے۔ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مفکر احرار، چودھری افضل حقؒ، علامہ سید مناظر احسن گیلانیؒ، اقبال احمد صدیقی، شاہ مصباح الدین شکیلؒ اور مولانا بدر عالمؒ کی محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ڈوبی ہوئی تحریریں اور سید امین گیلانی، قاری محمد مسلم غازی، پروفیسر رحمٰن خاور، غلام مصطفیٰ قاسمی کی نعتیں اس شمارہ میں شامل ہیں قانون تحفظ ناموس رسالت کے حوالے سے مولانا عبدالرشید انصاری کا نہایت مدلل اداریہ حکومت کو اپنی غلط پالیسیوں کو ختم کرنے کی دعوت دیتا ہے۔

اسلام اور مرزائیت

تالیف: حضرت مولانا عتیق الرحمٰن آروی رحمہ اللہ

ایک اہم کتاب جو ایک عرصہ سے نایاب تھی اسلام اور مرزائیت کا تقابلی مطالعہ

صفحات: ۵۶، قیمت: ۲۰ روپے

بخاری اکیڈمی دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

آغا غیاث الرحمن انجم

زبان میری ہے بات اُن کی

○ قومی اسمبلی میں بجٹ بحث کے دوران وزیر خزانہ اسحٰق ڈار نے یہ شعر پڑھا

حیات لے کے چلو کائنات لے کے چلو چلو تو سارے زمانے کو ساتھ لے کے چلو

وزیر خزانہ کو یہ شعر یوں پڑھنا چاہیے

حیات لے کے چلو کائنات لے کے چلو چلو تو سارے خزانے کو ساتھ لے کے چلو

○ پڑول پمپوں کو عوام کی جیبیں کاٹنے کی اجازت نہیں دیں گے۔ (چیئرمین ٹاسک فورس پنجاب)

یہ فریضہ وہ خود انجام دیں گے۔

خواجہ ریاض احمد پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ ایوان میں اپنی سیٹ پر آنکھیں بند کر کے سو گئے (ایک خبر)

خواجہ صاحب کی صحت اور ترقی کا راز ہی یہ ہے۔

○ میری ہزاروں گرل فرینڈز ہیں۔ جو میرے ساتھ وقت گذارنے کے لئے بے چین رہتی ہیں۔ میرے گھر کے سامنے لڑکیاں جمع رہتی ہیں۔ (پاکستان کے فاسٹ باؤلر شعیب اختر)

یہ ہیں ہمارے ملک کا نام روشن کرنے والے لال بجھکڑ ھیرو

○ تھانیدار عدالت میں جھوٹ بولنے سے باز نہ آیا، تین ہزار روپے جرمانہ۔ (ایک خبر)

جھوٹ بولنے کے لئے تھانہ اور تھانے کا پورا علاقہ کیا کافی نہ تھا۔

○ پاکستان کی قومی کرکٹ ٹیم کے نوکھلاڑیوں کی وطن واپسی پر گندے انڈوں اور ٹماٹروں سے استقبال۔ (ایک خبر)

جواری، بدکار اور بدمعاش اسی کے مستحق ہیں۔

○ چیئرمین ضلع کونسل کے خلاف اغوا اور قتل کے تقریباً بیس اور چیئرمین احتساب کمیٹی کے خلاف قتل اور اغوا کے چودہ مقدمات ہیں۔ (ڈی۔ سی نارووال)

راہ زن خضر راہ کی قبا چھین کر راہ نما بن گئے دیکھتے دیکھتے

○ کراچی اور نارووال میں میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوسوں میں دو مذہبی گروپوں کا آپس میں تصادم اور فائرنگ۔ (ایک خبر)

خدا کے نام پر دست و گریباں ہیں خدا والے بہت کچھ ہیں جہاں ذکرِ خدا خوفِ خدا کم ہے

○ پاکستان کو پڑھی لکھی متبادل قیادت کی ضرورت ہے (احمد رضا قصوری، مسلم لیگ)

کیا آپ جاہل ہیں؟

○ دس سال میں خزانے سے بیس ملین پونڈ زائد حاصل کرنے پر ملکہ برطانیہ پر چانسلر کا اعتراض۔ (ایک خبر)

ملکہ برطانیہ پاکستان کا راجہ یا، رانی ہوتیں تو اس حرکت پر کوئی نہ پوچھتا

○ تم لوگوں نے مجھے مروادیا۔ (زرداری ناہید خاں پر برس پڑے

آپ کو نہ مرواتے تو پھر خود مرتے۔

مجلس احرار اسلام کے رہنماؤں کی سرگرمیاں

مدیر نقیب ختم نبوت سید محمد کفیل بخاری ۱۰ جولائی کو ملتان سے لاہور پہنچے۔ ۱۵ جولائی تک دفتر احرار میں قیام کیا۔ مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی نائب امیر حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ اور مرکزی ناظم نشرواشاعت محترم عبداللطیف خالد چیمہ بھی اس ہفتہ دفتر احرار میں قیام پذیر رہے۔ اس دوران جماعتی امور پر تفصیلی صلاح مشورہ اور احباب سے ملاقاتیں جاری رہیں۔ ۱۲ جولائی کو محترم عبداللطیف خالد چیمہ کی رفاقت میں سیالکوٹ گئے مقامی احرار رہنما سالار عبدالعزیز صاحب اور محترم محمد اشرف صاحب کی رہائش گاہوں پر احباب سے ملاقاتیں کیں۔ گوجرانوالہ میں مقامی احرار کارکن محترم محمد عمر فاروق صاحب ملاقات کی۔ علاوہ ازیں مولانا زاہدالراشدی کے فرزند محترم حافظ عمار یاسر صاحب سے دفتر "الشریعۃ" میں اور محترم احسان الواحد صاحب سے دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت میں ملاقاتیں کیں۔ مرید کے میں بزرگ احرار کارکن محترم حکیم محمد صدیق تارڑ صاحب کی عیادت کرتے ہوئے رات گئے واپس دفتر احرار پہنچے۔ ۱۶ جولائی کو حضرت پیرجی مدظلہ اور محترم میاں محمد اویس کی رفاقت میں ملتان روانہ ہوئے۔ ۲۰ جولائی کو حضرت مولانا عبدالحی صاحب مدظلہ کی دعوت پر محمدی مسجد جام پور ضلع راجن پور میں بعد العشاء جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کیا۔ اور نماز فجر ملتان پہنچ کر ادا کی۔ ۲۳ جولائی کو دار بنی ہاشم میں اجتماع جمعہ سے خطاب کیا ۲۴، جولائی کو لاہور روانہ ہوئے۔ ۲۵، کی صبح امیر جماعت اسلامی محترم قاضی حسین احمد صاحب کے داماد ڈاکٹر جمیل الرحمٰن کی وفات پر اظہار تعزیت کے لئے منصورہ گئے۔ مجلس احرار اسلام لاہور کے صدر محترم چودھری محمد ظفر اقبال ایڈووکیٹ بھی آپ کے ہمراہ تھے۔

سید محمد کفیل بخاری نے محترم قاضی حسین احمد، ان کے بڑے بھائی محترم قاضی عطاء الرحمٰن، محترم آصف لقمان (فرزند قاضی حسین احمد) اور مرحوم کے بھائی ڈاکٹر عمر فاروق سے اظہار تعزیت کیا اور امیر احرار حضرت سید عطاء المحسن بخاری کا تعزیتی پیغام پہنچایا۔ قاضی صاحب نے حضرت امیر احرار کی خیریت دریافت کی اور صحت کا حال پوچھا۔ اس موقعہ پر علماء اکیڈمی منصورہ کے استاد مولانا عبدالمالک اور جناب مولوی احسان احمد بھی موجود تھے۔ محترم قاضی حسین احمد نے دوران گفتگو بتایا کہ ان کے والد جمعیۃ علماء ہند صوبہ سرحد کے رہنما تھے جبکہ ماموں مولانا قاضی لطف اللہ مجلس احرار اسلام میں شامل تھے۔ آزادی کی اصل جنگ علماء نے لڑی اور قربانیاں دیں مگر طے شدہ پروگرام کے تحت پاکستان میں اقتدار سیکولر قیادت کو سونپا گیا تاکہ انگریز آئندہ ان سے مفادات حاصل کر سکے۔ چنانچہ آج انگریز کی معنوی اولاد اس کے مفادات کا تحفظ کر رہی ہے۔

۲۶، اور ۲۷، جولائی کو دفتر احرار میں قیام رہا۔ مختلف وفود سے ملاقاتیں کیں اور دیگر تنظیمی امور انجام دیئے۔ ۲۷، جولائی کی صبح ملتان پہنچے اور اسی روز مدرسہ احرار اسلام کلروالی (مظفر گڑھ) کے دورہ پر چلے

(سیالکوٹ، ۱۳، جولائی) مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی رہنما سید محمد کفیل بخاری نے کہا ہے کہ موجودہ حکمرانوں نے مسئلہ کشمیر کے سلسلہ میں مجرمانہ کردار ادا کیا ہے کشمیر کی آزادی کے لئے دی جانے والی قربانیوں سے غداری کی گئی ہے وہ احرار رہنما سالار عبدالعزیز کی رہائش گاہ پر اپنی جماعت کے کارکنوں کے اجلاس سے خطاب کر رہے تھے انہوں نے کہا کہ نواز شریف امریکی ایجنڈے کی تکمیل کے لئے کوشاں ہیں اور اپنے اقتدار کے بچاؤ کے لئے قومی غیرت کا سودا کر آئے ہیں۔

مجلس احرار اسلام کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ کارگل کے مسئلہ پر حکمرانوں نے جو گھناؤنا کردار ادا کیا ہے تاریخ اس پر نواز شریف کو کبھی معاف نہیں کرے گی ہم کشمیر اور افغانستان میں کام کرنے والی جہادی تنظیموں کی حمائت جاری رکھیں گے اور سرکاری موقف و اقدامات کی ہر ممکن مزاحمت کریں گے۔

اجلاس میں قراردادوں کے ذریعے مطالبہ کیا گیا کہ قانون توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے تحفظ کے سلسلہ میں ۲۹۵ سی میں ہرگز کوئی ترمیم نہ کی جائے، امتناع قادیانیت آرڈیننس پر موثر عمل درآمد کرایا جائے۔ ارتداد کی شرعی سزا نافذ کی جائے۔ اور سود پر مبنی نظام معیشت کا خاتمہ کیا جائے۔ قبل ازیں احرار رہنماؤں نے مقامی جماعت کے تنظیمی امور کا جائزہ لیا اور ہدایات جاری کیں۔

(لاہور ۱۳، جولائی) دفتر احرار سے جاری ہونے والے پریس ریلیز کے مطابق مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی امیر سید عطاء المحسن بخاری نے کہا ہے کہ نواز شریف کی تقریر "عذر گناہ بدتر از گناہ" کے مترادف ہے اور اس سانحہ کی اہمیت کم کر کے قوم کے مورال کو تباہ کرنے کی موہوم کوشش ہے۔

انہوں نے کہا کہ وزیراعظم نے جہاد کشمیر کے لئے عزتیں اور جانیں لٹا دینے والوں کے مقدس خون سے غداری کی ہے اور قومی غیرت و حمیت کو ڈالروں اور اپنے اقتدار کے تحفظ کے عوض فروخت کر دیا۔ اس خود ساختہ کارنامے پر تاریخ کبھی معاف نہیں کریگی۔ انہوں نے کہا کہ جہاد مسلمان قوم کی میراث ہے جس قوم کی میراث ہی چھین لی جائے وہ اپنی موت آپ مر جاتی ہے۔

مجلس احرار اسلام کے مرکزی نائب امیر سید عطاء المہیمن بخاری، ناظم اعلیٰ مولانا محمد اسحاق سلیمی، سید محمد کفیل بخاری، عبداللطیف خالد چیمہ، چودھری ظفر اقبال ایڈووکیٹ اور مولانا محمد مغیرہ نے کہا ہے کہ مجلس احرار جہاد کشمیر اور جہاد افغانستان میں حصہ لینے والے مجاہدین کے موقف کی حمائت جاری رکھے گی ہم حکومتی موقف اور فیصلوں کی ہر ممکن مزاحمت کریں گے۔

(لاہور ۹، جولائی) مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی نائب امیر سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا ہے کہ یہود و نصاریٰ سے دوستی رکھنے والے اور کفار و مشرکین سے امیدیں وابستہ کرنے والے اسلام اور پاکستان کے وفادار نہیں ہو سکتے۔ نواز شریف حکومت مرعوبیت اور منافقت کا شکار ہے انہوں نے خیالات کا اظہار مدنی مسجد غازی آباد اور مسجد خضریٰ اچھرہ لاہور میں دینی اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔

انہوں نے کہا کہ موجودہ حکمرانوں کا کارگل کے مسئلہ پر طرز عمل دراصل کشمیری عوام کو پاکستان سے بدظن کرنے والے خطرناک کھیل کا حصہ ہے۔ سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا کہ نواز شریف نے امریکہ جا کر جو سودا کیا ہے آخر کار یہ سر سے نہیں چڑھتے گا اور یہ نواز شریف کے لئے تازیانۂ عبرت بن جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ جواء کھیلنے والوں کو قومی ہیرو اور چٹائیوں پر بیٹھ کر دین پڑھانے والوں کو دہشت گرد قرار دینے والے دینی غیرت اور قومی حمیت کا سودا کر چکے ہیں نواز شریف کو نجات دہندہ باور کرانے والوں کے پاس اب کوئی جواب ہے؟ علاوہ ازیں دفتر مجلس احرار اسلام نیو مسلم ٹاؤن لاہور میں منعقدہ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے سید محمد کفیل بخاری اور عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ کشمیر کے زیر حکمرانوں کا معذرت خواہانہ رویہ اصل میں جہادی قوتوں کے خلاف بڑی گھناؤنی سازش ہے۔ آئین کی دفعہ ۲۹۵ - سی میں کسی قسم کی ترمیم برداشت نہیں کی جائے گی انہوں نے مطالبہ کیا کہ یوسف کذاب کا نام ایگزٹ کنٹرول لسٹ میں شامل کر کے اس کے ملک سے فرار ہونے کا راستہ بند کیا جائے اور مقدمہ کی سماعت شروع کی جائے۔

مجلس احرار اسلام ڈیرہ اسمٰعیل خان کی سرگرمیاں

دینی مدارس اسلام کے قلعے ہیں

مجلس احرار اسلام ڈیرہ اسمٰعیل خان کے امیر محترم غلام حسین احرار نے ایک بیان میں کہا ہے کہ پاکستان کے دینی مدارس اسلام کے قلعے ہیں اور یہاں سے دین پڑھ کر نکلنے والے طلباء اسلام کے سپاہی ہیں۔ حکومت یہ خیال دل سے نکال دے کہ وہ ان مدارس کو ختم کر کے اپنے لادین مقاصد پورے کرے گی۔ گزشتہ ماہ شہر کی ۲۵ مساجد میں مجلس احرار اسلام کی طرف سے دینی مدارس کے تحفظ اور حکومت کی شرمناک لادین پالیسیوں کے خلاف قراردادیں منظور کی گئیں۔ ان قراردادوں میں حکومت کے اس بیان کی شدید مذمت کی گئی کہ ملک کے دینی مدارس کو اوقاف میں لے لیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کے ہزاروں دینی مدارس اور ان کے طلبہ اپنی آزادی کے تحفظ کے لئے سر دھڑ کی بازی لگادیں گے۔

مولانا محمد اعظم طارق کی رہائی پر مبارکباد:

مجلس احرار اسلام ڈیرہ اسمٰعیل خان کے اراکین نے ۹، جولائی کو اپنے ایک اجلاس میں سپاہ صحابہ پاکستان کے رہنما مولانا محمد اعظم طارق کو طویل قید کے بعد رہائی پر مبارکباد پیش کی ہے۔ شرکاء اجلاس نے مولانا کی درازیٔ عمر اور دفاعِ صحابہ کے مشن میں ان کی کامیابی کی دعاء کی۔ اجلاس کی صدارت مقامی امیر محترم غلام حسین احرار نے کی جبکہ حافظ سعید احمد، صوفی امان اللہ، حافظ محمود الحسن، حافظ فتح محمد، عبدالرشید، جاوید خان، محمد نواز، محمد زاہد، محمد اشرف، شاہ محمد خان بابر، حامد علی، محمد رمضان خان اور دیگر کارکنان نے اجلاس میں شرکت کی۔

حضرت مولانا سراج الدین کی رحلت پر تعزیتی اجلاس:۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا سراج الدین رحمہ اللہ کے سانحۂ ارتحال پر مجلس احرار اسلام ایک تعزیتی

اجلاس میں حضرت مولانا رحمہ اللہ کی دینی و علمی خدمات پر انہیں زبردست خراج تحسین پیش کیا گیا۔ امیر جماعت محترم غلام حسین احرار نے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مولانا کے انتقال سے علماء حق کی جماعت میں ایک بڑا خلا پیدا ہو گیا ہے۔ جو مدتوں پر نہ ہو سکے گا۔ مولانا مرحوم نے تمام عمر قرآن و حدیث کی تعلیم دی اور دین حق کی بے لوث خدمت کی۔

تعزیتی اجلاس میں بزرگ صحافی اور روزنامہ پاکستان کے نمائندہ جناب حاجی احمد نواز مغل کے انتقال پر اظہار غم کیا گیا اور مرحوم کی صحافتی خدمات پر انہیں خراج تحسین پیش کیا گیا۔ مرحوم کے فرزند عرفان احمد مغل سے اظہار ہمدردی کیا گیا اور ان کے لئے صبر کی دعا کی گئی۔

مجلس احرار اسلام کے سابق کارکن اور حضرت امیر شریعتؒ کے عقیدت مند محترم بشیر اللہ خان علیزئی کے انتقال پر اظہار تعزیت کیا گیا۔ بعد میں ارکان اجلاس نے ان کے گھر جا کر مرحوم کے بیٹے جلیل خان اور برادران عزیز اللہ خان، امان اللہ خان سے اظہار تعزیت کیا۔

اجلاس کے آخر میں تمام مرحومین کے لئے ایصال ثواب کیا گیا اور حافظ محمد سعید نے دعاء مغفرت کرائی۔

امیر احرار حضرت سید عطاء المحسن بخاری کے لئے دعاء صحت:

مجلس احرار اسلام ڈیرہ اسمٰعیل خان کا ایک اجلاس مرکزی رکن شوریٰ محترم غلام حسین احرار کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اجلاس میں حافظ سعید احمد، صوفی امان اللہ، حافظ محمد زاہد، حافظ فتح محمد، ربنواز خان مجوکا، محترم حامد علی خان اور جاوید خان کے علاوہ دیگر کارکنان نے شرکت کی۔ اجلاس میں مقامی جماعت کے تنظیمی امور کا جائزہ لیا گیا اور اہم فیصلے کئے گئے۔

آخر میں امیرِ مرکزیہ ابن امیر شریعت حضرت سید عطاء المحسن بخاری دامت برکاتہم کی جرأت مندانہ قیادت پر مکمل اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے حضرت کی صحت یابی کے لئے دعاء کی گئی۔ اللہ تعالیٰ انہیں صحت کاملہ عطا فرمائے اور قافلہ احرار ان کی رہنمائی میں رواں دواں رہے (آمین)

امریکہ افغانستان پر حملہ کر کے شیخ اسامہ کو گرفتار اور احمد شاہ مسعود کو اقتدار دیکر مثالی اسلامی حکومت ختم کرنا چاہتا ہے

طالبان اللہ کی نصرت سے تمام امریکی منصوبے ناکام بنا دیں گے

ملعون یوسف کذاب ملک سے فرار ہوا تو ذمہ دار حکومت ہو گی

مجلس احرار اسلام ڈیرہ اسمٰعیل خان کے صدر غلام حسین احرار نے ایک بیان میں کہا ہے کہ امریکہ افغانستان پر پھر حملہ کر کے عظیم مجاہد اسلام شیخ اسامہ بن لادن کو گرفتار کرنا چاہتا ہے اور افغانستان کا اقتدار احمد شاہ مسعود کو دیکر دنیا کی واحد حقیقی اسلامی حکومت کو ختم کرنا چاہتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ طالبان نے دنیا بھر کے مسلمانوں میں جہاد کا جذبہ بیدار کیا ہے۔ طالبان نے جس طرح پہلے کامیابیاں حاصل کی ہیں ان شاء اللہ اللہ کی نصرت سے یہودیوں اور عیسائیوں تمام منصوبے ناکام بنا دیں گے۔

انہوں نے کہا کہ نواز کلنٹن کا اعلان واشنگٹن دراصل کشمیر اور افغانستان میں جذبۂ جہاد کو ختم کرنے ور مجاہدین کو رسوا کرنے کی سازش ہے۔

غلام حسین احرار نے جھوٹے مدعی نبوت یوسف کذاب کی رہائی پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کیا کہ ملعون کذاب کی ضمانت منسوخ کی جائے اور اس کا نام ایگزٹ کنٹرول لسٹ میں شامل کیا جائے۔ اگر ملعون ملک سے فرار ہو گیا تو اس کی ذمہ داری حکومت پر عائد ہو گی۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا سراج الدین رحمتہ اللہ علیہ:۔

ملک کے جید عالم دین شیخ الحدیث حضرت مولانا سراج الدین رحمتہ اللہ علیہ ۲۴، جولائی کو بعد العصر ڈیرہ اسمٰعیل خان میں انتقال کر گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ سچ کہا گیا ہے "موت العالِم موت العالَم۔ حضرت مولانا سراج الدین ۱۹۰۳ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے اور ۱۹۳۸ء میں دورۂ حدیث مکمل کیا۔ شیخ الادب حضرت مولانا اعزاز علی اور حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمھم اللہ جیسے اکابر آپ کے اساتذہ میں سے ہیں۔ تحصیل علم کے بعد دار العوم دیوبند میں ہی ایک سال تدریس کی اور دارالافتاء میں مفتی بھی رہے۔ پھر حضرت مولانا خیر محمد جالندھری رحمہ اللہ کی دعوت پر مدرسہ خیر المدارس جالندھر تشریف لے گئے اور تین سال تک یہاں تدریس کی۔ جانشین امیر شریعت حضرت مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری رحمہ اللہ آپ کے شاگردوں میں ہیں۔ ۱۹۴۴ء میں ڈیرہ اسمٰعیل خان میں دارالعلوم نعمانیہ قائم کیا جس کا سنگ بنیاد حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ نے اپنے دست مبارک سے رکھا۔ آپ کے پردادا حضرت مولانا صالح محمد قدس سرہ جیّد عالم دین تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے مکتوبات میں ان کا ذکر موجود ہے۔ حضرت مولانا سراج الدین نے شہرت اور ریا سے بالاتر ہو کر زندگی گزاری اخلاص کے ساتھ اور ۱۹۴۴ء سے ۱۹۹۹ء زندگی کے آخری دن تک حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم پڑھائی۔ شروع میں ۸۰ روپے تنخواہ لیتے تھے پھر ۱۲۰ ہوئی اور اب ۱۰۰۰ روپے تھی۔ مولانا کے قابل فخر فرزند و جانشین مولانا احمد علی سراج نے تمام رقم کا حساب کر کے دولاکھ روپے مدرسہ نعمانیہ میں واپس جمع کرا دیئے ہیں۔

مولانا علاء الدین مدظلہ آپ کے بھائی ہیں اور ضعیف العمری میں بھی درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہیں۔ حضرت مولانا سراج الدین رحمہ اللہ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری قدس سرہ کے ارادت مندوں میں سے تھے۔ ابتداء میں مجلس احرار اسلام سے بھی وابستہ رہے اسی طرح مولانا علاء الدین مدظلہ بھی مجلس احرار اسلام سے وابستہ رہے۔ مولانا علاء الدین، جانشین امیر شریعت حضرت سید ابوذر بخاری رحمہ اللہ کے قائم کردہ ادبی ادارہ "نادیۃ الادب الاسلامی" میں بھی خدمات انجام دیتے رہے۔ اب حضرت مولانا احمد علی سراج جوائنٹر نیشنل ختم نبوت موومنٹ کے مرکزی رہنما ہیں اور کویت میں ایک بڑے اسلامی مرکز میں خدمات انجام دے رہے ہیں۔ اپنے والد ماجد کے حقیقی جانشین ہیں اور خاندان امیر شریعت اور مجلس احرار

اسلام سے موروثی تعلق کو خوب نبھار ہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزاء خیر عطا فرمائے۔

مولانا احمد علی سراج کے بقول والد مرحوم جب ملتان تشریف لے جاتے تو حضرت ابوذر بخاری رحمہ اللہ کو ضرور ملتے۔ حضرت ابوذر بخاری ان کو اپنی جگہ پر بٹھاتے اور فرماتے حضرت آپ کے سینے میں امیر شریعت رحمہ اللہ کے حوالے سے بے شمار یادداشتیں ہیں جو علم و تاریخ کا خزانہ ہیں۔ میری درخواست ہے انہیں محفوظ فرمادیں۔

مجلس احرار اسلام کے امیر حضرت سید عطاء المحسن بخاری، حضرت سید عطاء المہیمن بخاری، مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا محمد اسحٰق سلیمی اور مرکزی ناظم نشرو اشاعت عبداللطیف خالد چیمہ نے حضرت مولانا کے انتقال پر گہرے غم کا اظہار کیا ہے اور تمام لواحقین سے اظہار تعزیت کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ مولانا مرحوم کے حسنات خصوصاً خدمتِ حدیث قبول فرمائے اور انہیں اعلیٰ علیین میں جگہ عطاء فرمائے۔ (آمین)

دعاء صحت

- مجلس احرار اسلام سیالکوٹ کے صدر محترم سالار عبدالعزیز گزشتہ کئی ماہ سے علیل ہیں۔
- مجلس احرار اسلام راولپنڈی کے رہنما محترم مرزا غلام قادر صاحب عارضہ قلب میں مبتلا ہیں۔
- مجلس احرار اسلام کے بزرگ کارکن اور سابق رکن شوریٰ محترم حکیم محمد صدیق تارڑ صاحب (مرید کے) کئی ماہ سے شدید علیل ہیں انکی زبان اور بازو پر فالج کا حملہ ہوا ہے۔
- مجلس احرار اسلام میراں پور کے کارکن حافظ ناصر محمود شدید علیل ہیں۔

احباب و قارئین سے درخواست ہے کہ ان حضرات کی صحت یابی کے لئے دعاء فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ انہیں اور دیگر تمام مریضوں کو شفاء عطاء فرمائیں (امین)

امیر احرار سید عطاء المحسن بخاری دامت برکاتہم کی علالت

مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر، ابن شریعت حضرت سید عطاء المحسن بخاری دامت برکاتہم گزشتہ چار ماہ سے شدید علیل ہیں۔ حضرت امیر مرکزیہ آجکل اپنی رہائش گاہ دار بنی ہاشم ملتان میں ہی مقیم ہیں اور زیر علاج ہیں۔ احبابِ احرار اور قارئین امیر محترم کی صحت یابی کے لئے خصوصی دعاؤں کا اہتمام فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں صحت کاملہ عطاء فرمائے اور مجلس احرارِ اسلام ان کی قیادت و سیادت میں اپنا مشن جاری رکھے (آمین)

مسافرانِ آخرت

محمد اشرف مرحوم: مجلس احرار اسلام راولپنڈی کے صدر محترم ڈاکٹر جمال الدین محمد انور کے بڑے بھائی محترم محمد اشرف گزشتہ ماہ انتقال کر گئے۔

ملک عطاء الرحمٰن مرحوم:۔ مجلس احرار اسلام ملتان کے سابق کارکن محترم ملک عطاء اللہ صاحب کے فرزند ملک عطاء الرحمٰن انتقال کر گئے۔

والدہ مرحومہ سید ممتاز علی شاہ:۔ ملتان سے ہمارے کرم فرما اور نقیب ختم نبوت کے قاری محترم سید ممتاز علی شاہ صاحب کی والدہ ماجدہ رحلت فرما گئیں۔

بشیر اللہ خان علیزئی مرحوم: ۔ مجلس احرار اسلام ڈیرہ اسمٰعیل خان کے قدیم کارکن محترم بشیر اللہ خان علیزئی گزشتہ ماہ رحلت فرما گئے۔

حافظ محمد اسد علوی مرحوم:۔ مولانا سعید الرحمٰن علوی رحمہ اللہ کے بھانجے اور داماد۔ مولانا عزیز الرحمٰن خورشید کے بھانجے حافظ محمد اسد علوی ۲۴، جولائی ۱۹۹۹ء کو راولپنڈی میں انتقال کر گئے۔

حکیم محمد حذیفہ صاحب کو صدمہ:

۳ اگست ۱۹۹۹ء کو مجلس احرار اسلام ملتان کے سرگرم کارکن حکیم محمد حذیفہ صاحب کی ہمشیرہ کا انتقال ہو گیا۔

جناب حسنین اختر صاحب کو صدمہ:

سلیم دواخانہ ملتان کے مالک اور حضرت حکیم محمد حنیف اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ کے بھتیجے جناب حسنین اختر کی اہلیہ گزشتہ ماہ انتقال کر گئیں۔

اراکین ادارہ نقیب ختم نبوت تمام مرحومین کے لئے دعاء مغفرت کرتے ہیں اور لواحقین و پسماندگان سے اظہار تعزیت کرتے ہیں۔ اور ان کے لئے صبر کی دعاء کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور جوارِ رحمت میں جگہ عطاء فرمائے (آمین)

قارئین سے درخواست ہے کہ اپنی نمازوں کی دعاؤں میں خاص طور پر ان کے لئے مغفرت کی دعاء کریں اور ایصالِ ثواب کا اہتمام کریں۔ اس کارِ خیر پر اللہ تعالیٰ بڑا اجر عطاء فرمائیں گے۔ (انشاء اللہ)

متاعِ زیست

ممتاز شاعر محترم سید کاشف گیلانی کی حمد و نعت کا خوبصورت مجموعہ عنقریب شائع ہو رہا ہے۔

بخاری اکیڈمی دار بنی ہاشم ملتان ✆ : 511961

ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان کا اصلاحِ معاشرہ کے لئے مفید ترین رسالہ کا اجراء

مصروف ترین حضرات تک صحیح اسلامی معلومات پہنچانے والا دینی و علمی منفرد دلچسپ

ماہنامہ

محاسنِ اسلام

ملتان

پہلا افتتاحی شمارہ اپنا واضح ایڈریس لکھ کر **مفت** طلب فرمائیں

ان شاء اللہ ماہ ستمبر سے پہلا شمارہ آرہا ہے۔

زیر سرپرستی: حضرت مفتی **عبد القادر** صاحب شیخ الحدیث دار العلوم کبیر والا

مدیر اعلیٰ: **محمد اسحٰق ملتانی**

زیر نگرانی: مولانا **محمد ازہر**

جسکے مضامین کا اجمالی خاکہ کچھ یوں ہے **معارف** مستند دروس قرآن وحدیث جس کے ذریعے آپ چند لمحوں میں قرآن وحدیث کا علم بطور سبق حاصل کر سکتے ہیں۔

سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور جدید تحقیقات سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور ہماری زندگی، اس موضوع پر بہترین مضامین جس سے آپکو سنت کی اہمیت اور اسکے دنیاوی و اُخروی فوائد معلوم ہو کر سنت پر عمل کرنے کا شوق پیدا ہوگا۔

ہمارے اسلاف صحابہ کرام، تابعین رضی اللہ عنہم اور دورِ حاضر کے اولیاء اللہ کے دلچسپ حالات وارشادات اور دورِ حاضر کے علماء حق کے ایڈریس، فون نمبر جس کے ذریعے آپ کو دینی و دنیاوی امور میں رہنمائی مل سکتی ہے۔ **اصلاحِ معاشرہ** گھریلو زندگی بالخصوص تربیت اولاد، ان کی اسلامی ذہن سازی اور ان کی نفسیات کو سمجھ کر طریقہ تربیت اپنانے کی ضرورت، والدین کے حقوق وفرائض جیسے اہم مضامین نیز بچوں کو کیسے فرمانبردار بنایا جاسکتا ہے؟ **حاصل مطالعہ** تاریخ اسلام کے روشن اوراق سے منتخب شدہ ان بزرگ شخصیات کے دلچسپ واقعات جن کی مجاہدانہ و عالمانہ کردار کی بدولت آج اسلام کی دولت ہم تک پہنچ پائی ہے۔ **مسائل و معارف** غیر مسلم اقوام کے وہ طریقے جو اس وقت عام مسلمانوں میں رائج ہو رہے ہیں بالخصوص ہندوؤں کی جاہلانہ رسومات مثلاً بیوگان کا نکاح نہ کرنا، بوقت ضرورت عقد ثانی نہ کرنا، بوقت ضرورت شدیدہ طلاق نہ دینا، حق مہر کی ادائیگی نہ کرنا، وٹہ سٹہ کی شادی کرنا، شریعت کے احکامات پر عمل نہ کرنا اور کافرانہ تہذیب کو اسلامی تہذیب پر فوقیت دینا اور ان جیسے مسائل جن کی وجہ سے خاندان تباہ ہو رہے ہیں ان کی نشاندہی اور حل کے لئے صحیح علماء کی آراء۔

- اور اسکے علاوہ اہل دل حضرات کے ملفوظات اور اکابر کے نثری و نظمی شہ پارے۔
- روزمرہ کے دینی مسائل کے قرآن وحدیث کی روشنی میں جوابات ○ بہترین علمی اور ادبی لطائف۔

نیز مستند اسلامی و اصلاحی کتب کا تعارف جو کہ آپ کے عقائد واعمال کی محافظ ثابت ہونگی۔

رابطہ کیلئے **ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان** فون ۵۴۰۵۱۳-۴۱۵۰۱

توحید و ختمِ نبوت کے علمبردارو، ایک ہو جاؤ (قائد احرار سید ابوذر بخاریؒ)

یومِ تحفظِ ختمِ نبوت کے موقع پر یک روزہ سالانہ

تحفظِ ختمِ نبوّت کانفرنس

زیرِ سرپرستی
حضرت مولانا
خواجہ خان محمد دامت برکاتہم

زیرِ صدارت
خطیبِ بنی ہاشم
ابنِ امیرِ شریعت
سید عطاء المحسن بخاری
امیر،
مجلس احرارِ اسلام پاکستان

۷، ستمبر ۱۹۹۹ء بروز منگل بعد نمازِ مغرب

مقام دفتر مجلس احرارِ اسلام 69/C حسین سٹریٹ وحدت روڈ لاہور

۷، ستمبر ۱۹۷۴ء ● جب پاکستان میں مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا

● جب شہداء ختمِ نبوت کا خون رنگ لایا ● جب اکابر و کارکنانِ احرار کی قربانیوں کا ثمر ملا

● **۷، ستمبر ۱۹۹۹ء یومِ تحفظِ ختمِ نبوت ـــــ یومِ تجدید عہد**

اس عظیم الشان کانفرنس میں احرار رہنماؤں کے علاوہ دیگر اہم شخصیات بھی خطاب فرمائیں گی۔
تمام ماتحت مجالسِ احرارِ اسلام کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لئے تیاریاں شروع کر دیں۔
(تفصیلی اشتہار عنقریب شائع کیا جا رہا ہے)

منجانب
تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوّۃ (شعبۂ تبلیغ) مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

رابطہ فون: لاہور: 042-5865465 ملتان: 061-511961 چناب نگر: 04524-211523 چیچہ وطنی: 0445-611657 گڑھا موڑ: 0693-690013

أشرف الهداية شرح اردو هداية

الجز الاول

۱—۲—۳

أشرف الهداية شرح اردو هداية

الجز الثانی

۴—۵—"۶"—۷ "زیر طبع" ۶—۷

أشرف الهداية شرح اردو هداية

الجز الثالث

۸—۹—۱۰—۱۱—۱۲

أشرف الهداية شرح اردو هداية

الجز الرابع

۱۳—۱۴—۱۵—۱۶

مکتبہ شرکت علمیہ

بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

547309

544913